938

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی ایکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

به زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد
ہندوستانی ایکیڈیمی، یو - پی -
۱۹۳۱ ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

FIRST EDITION

Price, Rs. 4.

Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلي تقرير

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ‌جات

نقشہ نمبر — صفحہ

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ہے - اس ایکاڈیمی نے مجکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ہے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں - یہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ہے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ، مجلسی اور سیاسی ، ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھ ، جین ، ہندو ، اور ان مذاہب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ہی فرقے معدوم ہو گئے ، کتنوں ہی کا ظہور ہوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ، ترقی ، یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ہے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوئے جنہوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ، چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃالارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ' تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ہے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ' مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ' لوہا ' کانچ ' ہاتھی دانت ' وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولتمند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذہنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ' ناٹکوں ' افسانوں ' وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ' ریاضیات ' طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور محنت
نہ صرف کر سکا –

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے – پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں ، بودھ ، جین ، اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال ، اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات ، رسم غلامی ، طور طریق ، آداب و اخلاق ، اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے –

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات ، یعنی لغات ، صرف و نحو ، فلسفہ ، ریاضیات ، نجوم ، طب ، سیاسیات ، مالیات ، صنعت و حرفت ، موسیقی ، فن تصویر ، وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے – تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ، دیہی پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات ، نظام حرب ، اور آئین انصاف وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت ، زراعت ، تجارت ، حرفت ، تجارتی راستے ، مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے – متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی ضرورت ہے – صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں - ممکن ہے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث روزگار نے اُنہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہون‌سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھ اندازہ ہو جاتا ہے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامبے پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ‌ولکیہ ' ہاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ہوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کئی امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف " اے ہسٹری آف سویلزیشن ان اینشنٹ انڈیا " (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ) ' سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف " ویشنوازم ' شیوازم اینڈ ادر مائنر ریلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز " (وشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات) ' ونے کمار سرکار کی تصنیف " دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز " (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور نظریے) ' رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف " ہرش " ' کے ایم پنی کار کی تصنیف " شری ہرش آف قنوج " سی وی وید کی کتاب " ہسٹری آف میڈیول انڈیا " (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ) ' میکڈانل کی تصنیف " انڈیاز پاسٹ " (ہندوستان ماضی) ' فریڈرو ناتھہ لا کی تصنیف " اسٹڈیز ان انڈین ہسٹری اینڈ کلچر " (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ) ' ہربلاس ساردا کی تصنیف " ہندو سوپیریارٹی " (ہندوؤں کی فضیلت) ' جان گریفتھہ کی کتاب " دی پینٹنگز آف اجنتا " (اجنتا کی تصاویر) ' لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف " اجنتا فریسکوز "

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" ایلیٹ کی "ہسٹری آف انڈیا" ہندی تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (ہندوستان کا قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پترکا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

ہندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں ۔

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ، بودھہ اور جین – ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے – اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں –

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں – گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا – جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا – شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برھمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے – روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی ' بلکہ ہندوستان کے باہر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھ گیا - بعد ازاں بودھ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرغس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھ دھرم کے عقائد

یہاں بودھ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ ہوگی - بودھ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم ہے ' زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی ہوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھ کے قول کے مطابق بودھ دھرم وسطی راستہ ہے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لازم ہے - خیرالاموراوسطہا - دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز ہیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ہے - ضبط
نفس ہی کے ذریعہ روح کا نشو ہو سکتا ہے - حرص و ہوس
اور جملہ خواہشات کو ترک کر دینے ہی سے تکالیف کا خاتمہ
ہوتا ہے - اسی ترک خواہشات ہی کا نام نروان ہے - یہہ
نروان زندگی میں بھی حاصل ہو سکتا ہے - انسان پانچ
ارکان کا بنا ہوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ہے جس میں
طبیعات کا درجہ اولیٰ ہے - اپنی زبان میں اسی کو روح
کہہ سکتے ہیں - یہی پانچ اسکندھوں کا مجموعہ اپنے فعلوں
کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے - اسی کو
تناسخ کہتے ہیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے
حقیقتی عنصر میں مضمر ہو جانا ہی مہانروان ہے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت "اہنسا پرم دھرم"
کا اصول ہے - کسی طرح کی ہنسا کرنا گناہ عظیم ہے - لیکن
کچھہ زمانہ کے بعد ہندوستان کے باہر کے بودھوں نے اس
خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط
اور سخاوت ہی اولیٰ قربانی ہے - بودھہ دھرم کی دوسری
خصوصیت یہہ ہے کہ وہ خدا سے منکر ہے - عبادت الہی کے
بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا
ہے - تیسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ ہندو دھرم کی سب سے
ممتاز صنعت برن آشرم دھرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی
نگاہ میں سبھی انسان ' چاہے براہمن ہوں یا شودر ' یکساں
طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے ہیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں ' کرم سے کیا جانا چاہئے ۔ بودھوں کے تین رتن بدھ ' سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے ۔

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے ۔ ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے ۔ چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے ' بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی ۔

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا

ترقی پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا ۔ بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصیتیں قبول کر لیں ۔ اس کا نتیجہ ' مہایان مت ' کی صورت میں کشن خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا ۔ اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا ۔

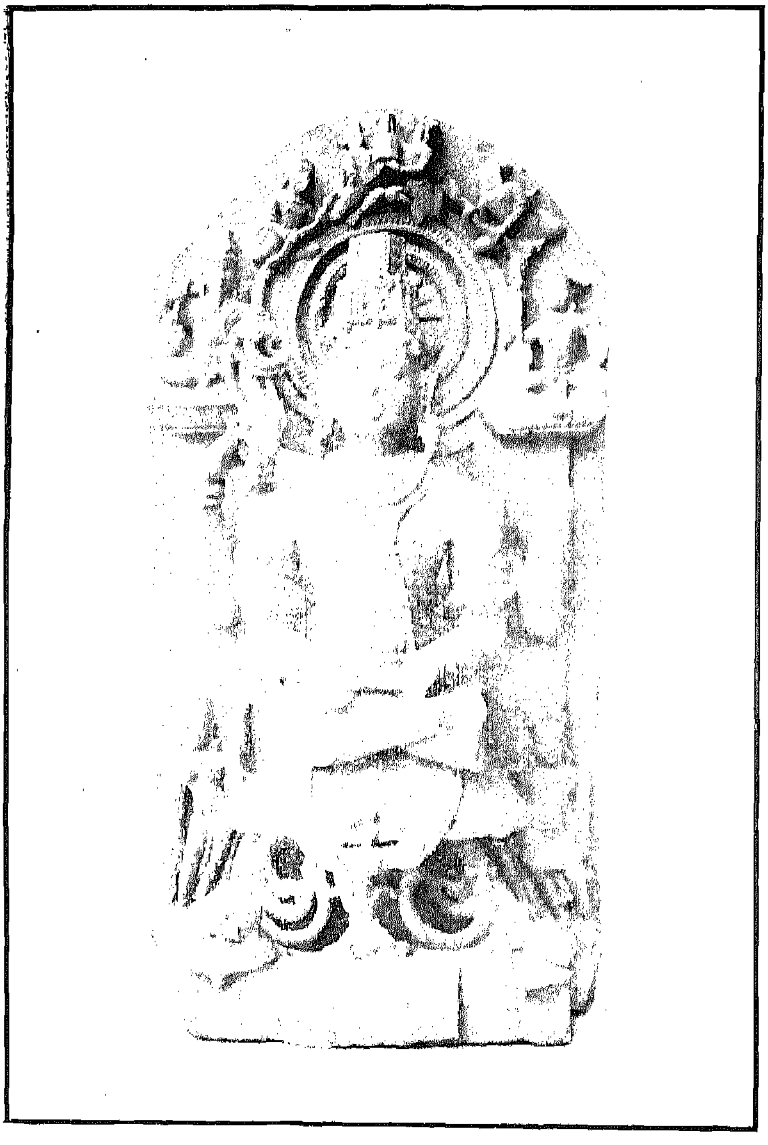
اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھ دھرم میں ایشور کی ہستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھ کے بعد بودھ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرہست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھ میں آسکتا ہے اس لئے انھوں نے بھکتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتنا ہی نہیں، بودھی ستوؤں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھ بھکشوؤں نے متاہل زندگی بسر کرتے ہوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ہندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھ مثالیں نیچے دی جاتی ہیں :-

(۱) "ہین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ہیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولی مانا گیا ہے -

(۳) ھین یان فرقے میں بدھ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن " مہایان " فرقے والوں نے بدھ کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی ۔

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی ۔ اتنا ہی نہیں ، بودھ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا ۔ زوال کی طرف جاتا ہوا بودھ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا ۔ ہندوؤں نے بدھ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی ۔ دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھ اور ہندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بودھ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں ۔ بودھ دھرم کا اہنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا ، پر قابل عمل نہ تھا ۔ راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑتی تھی ۔ عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے ۔ ہندو دھرم میں یہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا ۔ نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رہنا مشکل تھا ۔ اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندوؤں کو بہت کھٹکتا تھا ۔ کمارل



(۱) ہندوؤں کا بدھہ اوتار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۹

بہت اور کئی دیگر بودھ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی – ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا – کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی – "شنکر دگ بجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے : "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ہے' اسے میں مانتا ہوں" –

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی – ایک تو ہندو دھرم شاہی دھرم ہو گیا اس سے بودھ دھرم میں زوال آیا ہے – دوسرے خود بودھ دھرم میں نقائص پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے – فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوے جاتے تھے' اس کے علاوہ بودھ بھکشوؤں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھہ گیا – اب بودھ بھکشو ویسے متقی اور اصول پسند نہ تھے – ان میں بھی حکومت اور ثروت کی ہوس پیدا ہو گئی تھی – وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان وشوکت سے رہنے لگے تھے' عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا – ان وجوہ نے بودھ دھرم پر مہلک اثر ڈالا' حکومت کی اعانت پاکر بودھ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا –

---

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان کئے گئے ہیں –

بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برہدرتھ کی وفات کے ساتھ ھی بودھ دھرم کا انحطاط شروع ھو چکا تھا - برہدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ سالار پشیہ متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹھا - اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو اشو میدھ یگیہ کئے - غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں - بودھ تصانیف میں اس کا ذکر موجود ہے - فی الواقع یہیں سے بودھ دھرم کا زوال شروع ھوتا ہے - اسی زمانہ میں راجپوتانے کے راجہ پاراشری پتر نے اشومیدھ یگیہ کیا - علی ھذا دکھن میں آندھر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانہ میں اشومیدھ، راجسویہ وغیرہ یگیہ کئے گئے - گپت خاندان کے راجہ سمدر گپت اور واکاٹک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھ وغیرہ کئی یگیہ ھوئے - اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ہے - اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھ دھرم کا زوال ھونے لگا پھر بتدریج اس کا زوال ھوتا ھی گیا - ھیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم ھوتا ہے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیروؤں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گھٹنے لگی تھی - بان بھٹ نے لکھا ہے کہ تھانیشور کے ویش خاندان کے راجہ پربھاکروردھن کے بڑے بیٹے راج وردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاہی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھه بھکشو ھو جانے کی خواهش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ھرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ھوا تھا ' مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نه آئے — ھرش کو بودھه دھرم سے بہت عقیدت تھی — ان باتوں سے ثابت ھوتا ھے که ساتویں صدی میں اگرچه شاھی خاندان کے لوگ ھندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھه دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا — بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنه ۶۹۰) کے شیرگڈھه (ریاست کوٹه) کے ایک کتبے سے واضح ھوتا ھے که ناگ بنس کے راجه دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھه مندر بنوایا تھا ' جس سے قیاس کیا جاتا ھے که وہ بودھه دھرم کا پیرو تھا — عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھه اور بنگال کے سوا ھندوستان کے تقریباً جمله صوبجات میں بودھه دھرم فنا ھو چکا تھا اور اس کی جگه ویدک دھرم نے لے لی تھی —

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانه کا هندو دھرم

جین دھرم بھی بودھه دھرم سے کچھه پہلے ھندوستان میں نمودار ھوا — اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھه کے قبل ھی ھو چکا تھا — اس زمانه کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :—

(۱) ویدک علم الہی ہے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ؛ اندر ؛ برن وغیرہ کی کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برهمن ؛ کشتری ؛ ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعنی برهمچریہ ؛ گرهست ؛ بان پرست ؛ اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفہ کرم -

مہابیر اور بدھ دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدھ نے صرف سنیاس آشرم هی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ؛ اور بدھ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بودھ دھرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ؛ اس لئے یہاں هم جین دھرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا هوچکے تھے - ممکن ہے یہہ روایت بودھوں کے ۲۴ بدھوں کی روایت پر مبنی هو ؛ یا بودھوں نے جینیوں سے لیا هو - مہابیر راجہ سدھارتھہ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے - انہوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ' غیر ذی روح ' نجات ' عذاب ' ثواب ' ترک ' تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ' پانی ' آگ ' ہوا ' اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ' عادت ' تعین ' فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انہیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ' اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ' اور انہیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ہیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوسٹھہ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ' ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ' ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر ہر ایک جانس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے ہیں ـ انھیں سے پھر دنیا آباد ہوتی ہے ـ حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باہر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیر مجسم ' پاک ' مجسم مسرت ' روح ہی حقیقی مختار ہے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں ـ روح کی حقیقت سے باخبر شخص ہی الوہیت کا درجہ پاتا ہے ـ خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھ پانچ مہابرت (اهنسا ' راستی ' برہم چریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد ہوتا ہے ـ رحم اور اهنسا جینیوں کے خاص دھرم ہیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے ـ روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اہم سمجھے جاتے ہیں ـ کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش ہوتی ہے ـ کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں (۱) ـ

بدھہ اور جین دھرم کا فرق

بودھہ اور جین دھرم میں اتنی یکسانیت ہے کہ اکثر مغربی علما کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مخرج ایک ہی ہے اور بدھہ مہابیر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دھرم جدا ہو گئے ـ مگر واقعتاً یہہ خیال غلط ہے ـ دونوں دھرم علحدہ ہیں ' ہاں یہہ ممکن ہے کہ بدھہ نے جین دھرم کے کچھہ

(۱) ماخذ از آرٹ لائناس آف جینازم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۲ ـ ۶۶ ـ

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ' کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے ' ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو –

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں : (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رھتے ھیں – سویتامبر – سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں – ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ھے – دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں ' سویتامبر قائل ھیں – دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ھیں پر سویتامبروں کی طرح پھول ' دھوپ اور زیورات سے نہیں – ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے ' اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ھے – یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا –

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی – اس کے کئی وجوہ ھیں – بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ھی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے – ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذهبی جلسہ میں انهیں قلمبند کرایا — بودهہ بھکشوؤں کی زندگی جین سادهوؤں کی زندگی سے زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ' اس سے بھی لوگوں کا میلان بودهہ دهرم کی طرف زیادہ هوتا تھا — اس کے علاوہ جین دهرم کو وہ شاهی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ راجاؤں نے بودهہ دهرم کی کی ' صرف کلنگ کے راجہ کھارویل نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب هوا تھا جین دهرم کو قبول کر کے اس کی کچھہ اعانت کی تھی ' انهیں وجوہ سے جین دهرم کی ترقی نہ هو سکی (۱) —

جین دهرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا هم ذکر کر رهے هیں اس وقت جین دهرم کا رواج آندهر ' تامل ' کرناٹک ' راجپوتانہ ' گجرات ' مالوہ اور بہار اور اُڑیسہ کے کچھہ اضلاع میں تھا — جین دهرم نے دکھن هی میں زیادہ فروغ پایا — وهاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت استعمال کرتے تھے ' جس کا نتیجہ یہہ هوا کہ دکھن کی تامل وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے هی لفظ شامل هو گئے — جینیوں نے وهاں مدرسے بھی کھولے ' آج بھی وهاں بچوں کو حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ " اوم نمہ سدهم " پڑهایا جاتا هے جو جینیوں کا طریقہ سلام هے — دکھن میں کئی راجاؤں نے جین دهرم کے ساتھہ رفاقت کی — تامل میں

---

(۱) هسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ — ج ۲ ' ص ۴۰۵ و ۴۰۶ —

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائے ۔ رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں ۔ زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا ۔ چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا ۔ مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں ۔ کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پرزور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) - جین مورتیں اٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں ۔ تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے ۔ گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی ۔ رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا ۔ ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انہیں ویشنو بنا لیا ۔ اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا ۔ رہی سہی کسر اڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ۔

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا ۔ راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی ' حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے ۔ جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے ۔ ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ ع میں پیدا ہوا تھا ۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ انل واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا ۔ وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا ۔ سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں ۔ گجرات کے راجہ جے سنگھ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا ۔ کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاٹھیاواڑ کچھ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی ۔ (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے ' پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائیں ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے ۔

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا ۔ ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے ۔ یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ ج ۳ ' ص ۴۱۱ ـ



(۲) شیشی نالی پر سوئی ٹھونکنے وشکلو ، نلوایی

[ٹیوبیلیدرم]

صفحہ ۱۷

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھ کم ہو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی بودھ دھرم کا اقتدار کچھ کم ہوا، ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

براہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشنو فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ہیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے وراٹ روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھہ کر جادوؤں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتھوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذہبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کچھہ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں ہو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے سنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ہے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاہم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادوؤں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ہیرکلیس (ہری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانڑنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر شرح لکھتے ہوئے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ہے - قیاس ہوتا ہے کہ پانڑنی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوگی - (۱)

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

وشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اہنسا دھرم کو فائق مانا ـ اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب "پنچ راتر سدھنتا" ہے ـ یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے ـ مندروں میں جانا ' پوجا کے لوازم جمع کرنا ـ پوجا ' منتروں کا پڑھنا ' اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے ـ پھر ویشنووں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برہما ' نارد ' نر نارائن ' کپل ' دتاتریہ ' یگیہ ' ریشبھہ دیو ' پرتھو ' متسیہ ' کورم ' دھنونتری موہنی ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' وید ویاس ' رام ' بلرام ' کرشن ' بدھہ ' کلکی ' ہنس اور ھے گریو ـ ان میں سے دس اوتار متسیہ ' کورم ' براہ ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' رام ' کرشن ' بدھہ اور کلکی ' فائق تسلیم کئے گئے ـ بدھہ اور ریشبھہ کو ہندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاہر ہے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ہندو دھرم پر پڑ گیا تھا ـ اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی ـ ممکن ہے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ہو ـ وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق ـ م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ہی نہیں ' اب تک برابر بن رہے ہیں ـ کتبوں ' تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ہے ـ دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ہوا

اور ادھر کے آل وار راجے کرشن کے بھگت تھے - یہہ امر باعث حیرت ہے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے ' پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رہی ہو ' یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ مابعد میں رام کی پوجا ہونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانج آچاریہ کا فرقہ وششٹادویت

شنکراچارج کے ادویت واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برہم ایک ہی ہیں تو بھکتی کی ضرورت ہی کہاں باقی رہی ؟ اس لئے رامانج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا ہوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار ہوا ' اس لئے رامانج وہاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وہاں اپنا کام شروع کیا ' پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر انڈر ریلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ہے - یگیہ ' برت ' تیرتھ جاترا ' دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ہوتی ہے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ہے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ہوتے ہیں - جیواتما اور جگت دونوں برہم سے جدا ہونے پر بھی فی‌الواقع جدا نہیں ہیں - اصولاً دونوں ایک ہی ہیں ' ہاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ہیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ہوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارھویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ہو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ہوئی - اس نے پرم آتما ' آتما ' اور پرکرتی ' تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنه ۱۱۹۷ع میں هوئی - اس نے بهی ویدانت درشن اور
اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی
مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تهی ' اس لئے
اس نے رامائن کے هیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا
اور اپنے شاگرد نرهری تیرتهه کو جگن ناتهه پری میں رام اور سیتا
کی مورتیں لانے کو بهیجا - نرهر تیرتهه کے علاوہ اس کے
تین خاص شاگرد اور تهے : پدم نابهه تیرتهه ' مادهو تیرتهه '
اور اکشوبهیه تیرتهه - مدهو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل
(اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد '
مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بهگتی ' بزرگوں سے عقیدت '
کمزوروں پر رحم ' یگیه ' سنسکار ' هر ایک کام کو ایشور سے
منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعه نجات کے قائل هیں -
یهه لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک
سیاہ خط کهینچتے هیں اور وسط میں سرخ نقطه لگاتے هیں -
ان کے کپڑوں پر اکثر شنکهه ' چکر ' گدا ' وغیرہ کے
نشانات بنے هوتے هیں - اس فرقے کی تعداد دکهن کرناٹک
میں زیادہ هے - مدهواچاریه کے بعد بهی وشنوؤں میں بلبهه
وغیرہ فرقے قائم هوئے ' پر وہ زمانه زیر بحث سے بعد کے
هیں -

وشنو کی مورتیں

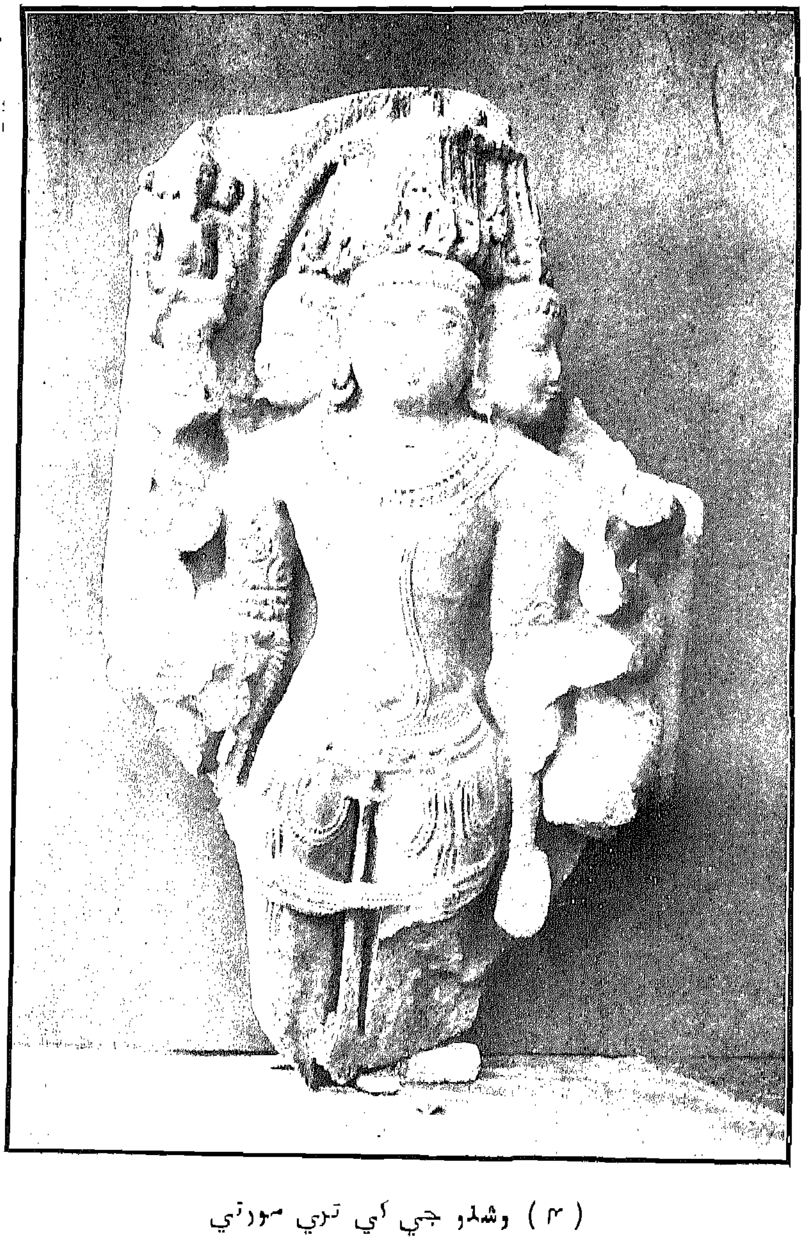
وشنو کی مورتی پہلے چار هاتهوں والی هوتی تهی یا
دو هاتهوں والی یهه تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکه پانچویں



(۳) وشنو کی چودہ ہاتھہ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲



(۴) وشنو جي کي تري مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ۲۲



(٥) [illegible]

[كهوف ألورا]

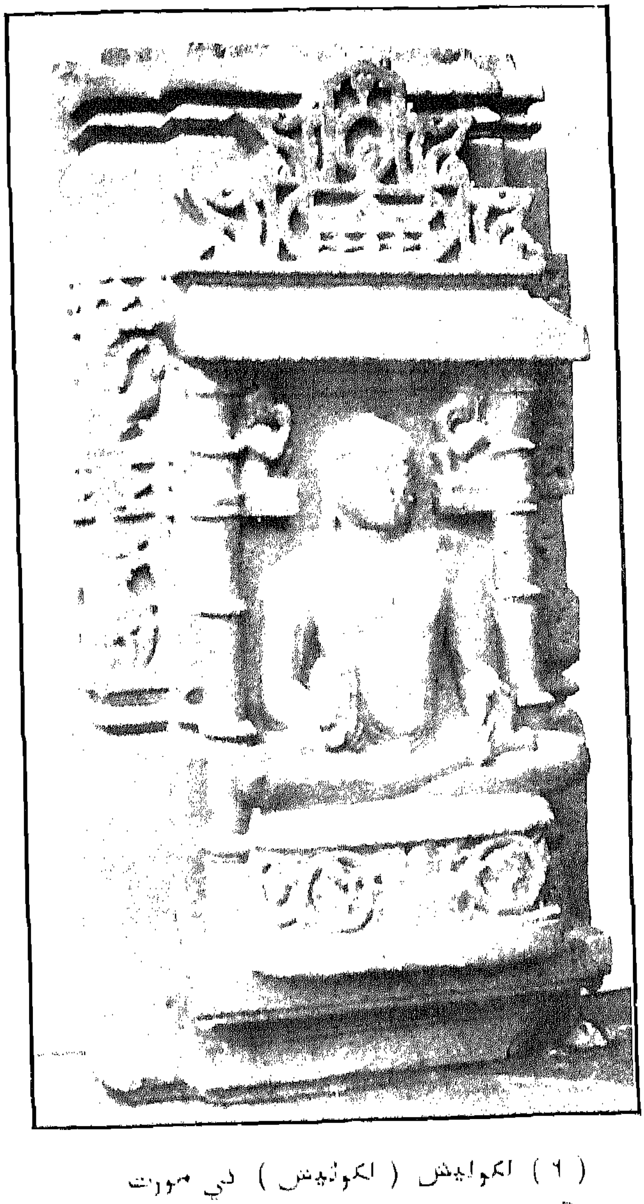
صفحة ٢٣

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے ـ بدھ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں ـ اور کدفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے ـ وہ بھی دو ہاتھوں والی ہی ہے ـ جیسے ہندووں نے بدھ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو ـ وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں ـ وشنو کی تین منہ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھ وشنو کے تین منھ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں ـ شاید یہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں ـ

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے ـ اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں ـ اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے ـ عموماً تو یہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی ہوتی تھی، یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف چار منھ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برہمانڈ (کائنات) اور چاروں مونھوں میں سے پورب والے سے سورج، پچھم والے سے وشنو، اُتر والے سے برہما اور دکھن والے سے رودر مراد ہوتے تھے - کچھ مورتیں ایسی بھی ملی ہیں جن کے چاروں طرف منھ نہیں، اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں ہی بنی ہوئی ہیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یہ تھا کہ کونین کا خالق شِو ہے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں ہیں - شِو کی عظیم‌الجثہ تری مورتی (تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی ہے - اس کے چھ ہاتھ، تین منھ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر ہوتے ہیں - ایک منھ روتا ہوا ہوتا ہے جو شِو کے رودر کہلانے کی دلیل ہے - اس کے وسط کے دو ہاتھوں میں ایک میں بجورا، اور دوسرے میں مالا، داہنی طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں سانپ اور دوسرے میں پیالہ، بائیں طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز ہوتی ہے - تثلیث چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی ہوتی ہے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصہ ہوتا ہے - اس کے مقابل زمین پر اکثر شیو لنگ ہوتا ہے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چھ میل دور ایلیفنٹا، چتوڑ کے قلعے، سروہی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکھنے میں آتی ہیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا



(۶) الڪوائش (الڪوئش) جي مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ۲۵

والی ہے – شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ہیں –

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ہوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ہے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انھیں خوش کیا – شیو ہاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ہوئے نمودار ہوئے – لکت ڈنڈے کو کہتے ہیں ' اسی لئے وہ لکوتیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ہوا وہ کایا وتار (ریاست بروڈا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکولیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا – لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ہیں ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا – اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ہوتے ہیں ' ہاتھہ دو ہوتے ہیں ' دائیں ہاتھہ میں بیجورا اور بائیں ہاتھہ میں ڈنڈا ہوتا ہے – اس کی نشست پدماسن ہوتی ہے –

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' متر اور کورش کے نام لنگ پران میں ملتے ہیں (۱۴ – ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے – آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں – شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں – یوگ ابھیاس اور راکھ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں – اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان ہیں: ہنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا – اسی طرح کی اور بھی کئی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں – شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے – جیو قدیم ہے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا – یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں – شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھ ہیں – یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور ردر روپ کی پوجا کرتے ہیں – ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے – ان کے چھہ نشانات ہیں – مالا ، زیور ، کنڈل ، رتن ، راکھہ اور جنیو – ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھنوں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے – اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں – شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں – ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں – شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے – بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ' مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلٹ نے کی - کلٹ اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام 'اسپندر کارکا' ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ' بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے 'شیو درشٹی' نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اہنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ' اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناڑی بھاشا کے 'بسو پران' سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانه میں (عیسوی بارهویں صدی) بسو نام کے برهمن نے جین دهرم کو مٹانے کے اراده سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکهه کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دهرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے هے که اس فرقه کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تها - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تها - یهه لوگ جینیوں کے دشمن تهے اور ان کی مورتیں پهنکوا دیتے تهے - اس فرقه میں بهی اهنسا کو فوقیت کا درجه دیا گیا تها - اس میں هندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نهیں کیا گیا تها اور نه سنیاس یا تپ کو هی فضیلت دی گئی تهی - بسو کا قول تها که هر فرد کو چاهے وه سادهو هی کیوں نهو' اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاهئے - بهیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بهی اس نے بودهوں یا جینیوں سے کم توجه نهیں کی - بهکتی اس فرقه کی نمایاں بات تهی - لنگ کی علامت اس فرقه کا خاص نشان هے - اس فرقه کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رهتے هیں' جو چاندی کی ڈبیا میں رهتا هے کیونکه ان کا عقیده هے که شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تها - وششٹادویت سے یهه فرقه کچهه کچهه ملتا هے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف هے - جنیو سنسکار کی جگه وهاں دیکشاسنسکار هوتا هے - گایتری منتر کی جگه وه

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جلھو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ھیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہاں لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذھبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ھیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ھیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ھونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ھوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماھر ھونے کا ذکر کیا گیا ہے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ھو سکا -

برھما کی مورتي

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے - برھما کی مورتی چار مونہوں والی ھوتی ہے - مگر

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ مائنر ریلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۲۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تین ہی منھ رہتے ہیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں مونھہ دکھائے جاتے ہیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم ہیں - برھما کے کئی مندر اب تک قائم ہیں جن میں پوجا بھی ہوتی ہے - برھما کے ایک ہاتھہ میں 'سررو' ہوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ہیں برھما پروہت بنایا گیا ہے - تعجب کی بات یہہ ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے ہیں' ویسے برھما کے پیروؤں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برھما' وشنو اور شیو تینوں ایک ہی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی ہیں - برھما کی کئی مورتیں ایسی ملی ہیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ہیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برھما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برھما کی مورتیں ہوتی ہیں - اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تینوں دیوتا ایک ہی پرماتما کی مختلف صورتیں ہیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متاصل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخصوص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا پاربتی کا - ایسی ہی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی ہیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو ہر ہر اور



(۷) برهما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۱



(۸) لکشمی نارائن کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]　　صفحہ ۳۱



(۹) اردھ ناريشور کي مورت

[مدورا]

صفحه ۳۱

تینوں کی مشترک مورتی کو دھرہر پکاسہ کہتے ہیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برھما ، وشنو اور مہیش ہی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اٹھارھوں پران انہیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ہیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برھمانڈ ، برھم ویورت ، مارکنڈیہ ، بھوشیہ ، وامن اور برھم پران برھم سے تعلق رکھتے ہیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں ہی کو دیوتا مان کر ان کی علاحدہ علاحدہ پرستش نہیں شروع ہوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا ہونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی ہی دیویوں کے نام ملتے ہیں - براھمی ، ماھیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراھی ، نار سنگھی ، اور اینڈری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے ہیں - کچھہ خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ہیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ہے - کچھہ ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد ہوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی ہیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ہیں :

آنند بھیروی ' تری پور سندری ' اور للتا وغیرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود ہوا - ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد ہیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی ہے - (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے ہیں - شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا ہے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا ہوتی ہے - شاکتوں کے دو فرقے ہیں ' کولک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں ہیں - پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے ہیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ' مچھلی ' شراب ' وغیرہ بھی کھاتے پیتے ہیں - سمئن فرقہ والے ان مکروہات سے اجتناب کرتے ہیں - کچھہ برہمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی - نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منہہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا ہے :-

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۲ - ۱۴۶ -



(١٠) برهماني (ماتريکا) کی مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]　　صفحه ۳۲

(ترجمہ) - ہم منتر تنتر وغیرہ کچھ بھی نہیں جانتے - نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ‌چھالا ہی ہمارا پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے کے جنات کا سرغنہ تھا - یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھ اشارہ ہے - ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھ گنیش کی مورتی بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھتیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے منھہ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی - ایلورا اور گھتیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے - مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے -

5

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

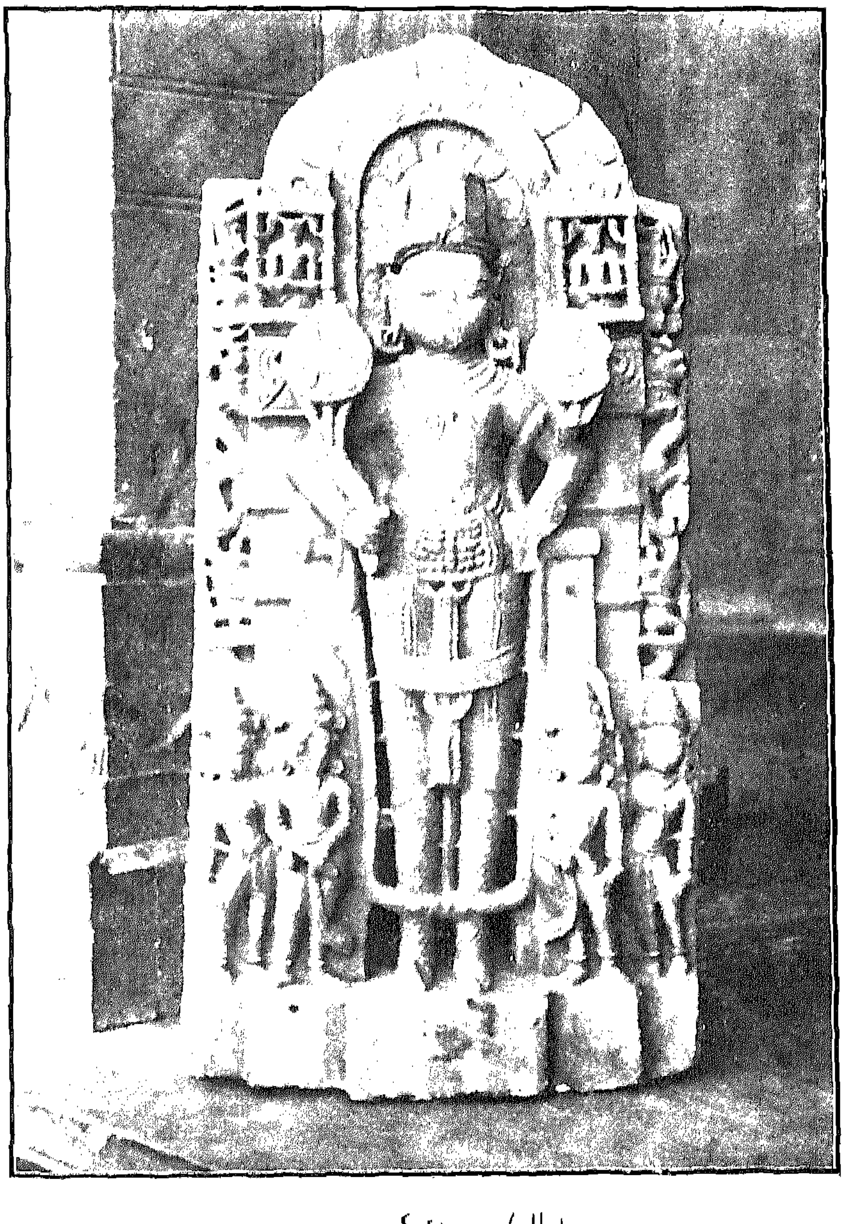
اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ہے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ہے - کنشک کے سکوں پر اسکند ' مہاسین ' آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بلوائی تھی - ہیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - براہمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -

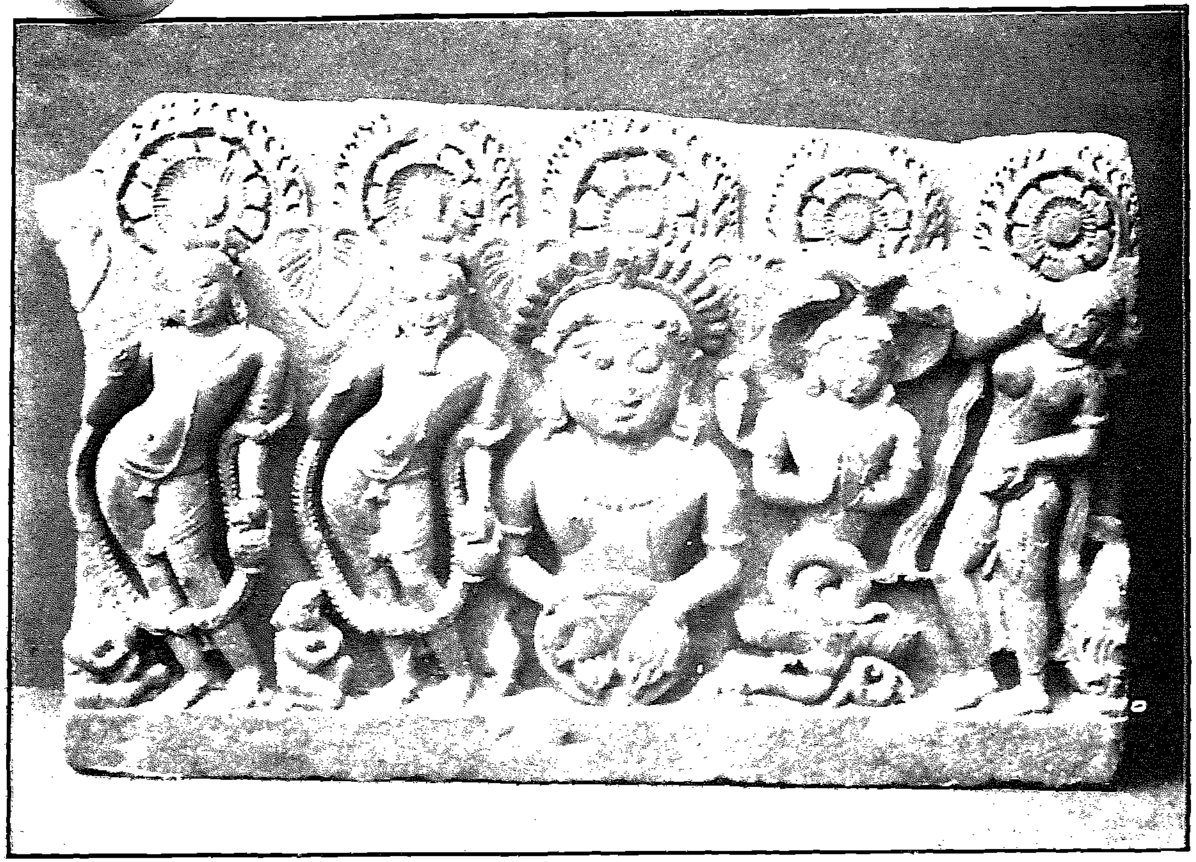


(۱۱) سوریہ کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۵

ہے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے
مراسم میں بھی اس کی پوجا ہوتی تھی - اُس کی پوجا
دن کے مختلف اوقات میں ' خالق ' رازق ' اور جابر وغیرہ
حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا
ہندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہہ کہنا مشکل ہے -
براہمہر نے لکھا ہے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے
رائج کی - سورج کی مورتی دو ہاتھوں والی ہوتی ہے - دونوں
ہاتھوں میں کنول ' سر پر تاج ' سینہ پر زرہ ' اور پیروں میں
گھٹنے سے کچھہ نیچے تک لمبے بوٹ ہوتے ہیں - ہندوؤں
کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ہی کی مورتی
ہے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ ہوتے ہیں - ممکن ہے سورج
کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ہو جہاں بوٹ کا رواج
تھا - بھوشیہ پران میں لکھا ہے کہ سورج کے پیر کھلے نہ ہونے
چاہئیں - اسی پران میں ایک کتھا ہے کہ راجہ سانب نے
جو کرشن اور جامونتی کا فرزند تھا سورج کی بھکتی سے
ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم
کرنی چاہی - مگر برہمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں
کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس
سے برہم کریا نہیں ہو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے
جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برہمنوں کو بلوایا -
یہہ لوگ اپنی پیدائش برہمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے
اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ہے "ہندوستان
کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ہیں



(۱۳) نوکواکب میں سے شکر، سنیچر، راہو، اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ، جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تامبر پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ، آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ، سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ہوتے ہیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالوں اندر ، اگنی ، یم ، نیرت ، برن ، مرت ، کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ، سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانني سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلي کا بھاشیہ -

ہندؤں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ، گرہ ، نچھتر ، صبح ، دوپہر ، شام ، وغیرہ اوقات مختلفہ ، ہتھیاروں ، کلپ وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھی بند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رہی - تانبہ پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے کہ ایک راجہ سچا پتا وشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماہیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوتے تھے - آخر میں ہندوں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ، وشنو ، دیوی ، رودر ، اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچایتن کہلاتی ہیں - ایسے پنچایتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے - جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں ، باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ہے -

ہندو دھرم کے عام ارکان

ہندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ہے - ہندؤں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے - ہمارے زمانہ متعلقہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ہے :-

"برہمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ہیں اور بہت

تھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ہیں ' ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودھ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے ' یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ہو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ہو گئی - یگیوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی ' جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ہے -

مندروں کے ساتھ متھوں کی داغ بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان متھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ متھوں ' باغوں اور تقریرگاہوں کا بھی حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی رتھ جاترا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) جی ری وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو — اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ' جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے — پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں — برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا — کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے — برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا — ایکا دشی ' جنم اشٹمی ' دیوشینی ' درگا اشٹمی ' رشی پنچمی ' دیو پربودھنی ' گوری تیجا ' بسنت پنچمی ' اکشے تیجا ' وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے — یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام‌نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا — غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام‌نومی کا رواج نہ تھا — اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے — کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے —

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا — معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے — ہمارے زمانہ متعلقہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا — اچھوتوں کے ساتھ کھانے ' ناصاف پانی پینے ' ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ' حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے ' اونٹنی کا دودھ پینے ' شودر ' عورت ' گائے ' برہمن اور چھتری کو قتل کرنے ' شرادھ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ' بحری سفر کرنے ' زبردستی کسی کو غلام بنانے ' ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھ نہ کرنے ' زنا ' شراب خواری ' گئومانس کھانے ' چوٹی کٹوانے ' جنیو کے بغیر کھانا کھانے ' وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے ۔ اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا ۔ اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی ۔

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے ۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے ۔ اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی ۔ یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں ۔ ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا ۔ جس زمانہ میں بودھ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ' اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا ۔ اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے ۔ اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے ۔ کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ' کوئی اتر کا ۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے ۔ اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم‌الہی هے - اس زمانہ کی اهنسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی - وہ بودھہ بھکشوؤں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ' حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تھا - براهمن لوگ بھی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تھے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئی - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالڈی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے - انہوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم هو گئے - بودھوں اور جینیوں کے دهرم‌پن کو وہ مٹانا چاهتے تھے ' لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بھٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

---

(۱) جي وي ويد کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا — انھوں نے فلسفہ اور اهنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راهبانہ زندگی کو ہی فائق بتلایا — برهم یا یا خدا کی هستی کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا — ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودهوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودهہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے — اس لئے انھیں " کامل بودهہ " کا لقب دیا گیا ہے — انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الهی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا —

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر هم فلسفہ کے بیان میں کریں گے — وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رہے — دیگر مذاهب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے — انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ہے — اس لئے هندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا — خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں ہیں — یہہ متھہ اب تک قائم ہیں — ان کی کوششوں سے بودهہ دهرم کو بہت زوال ہوا — شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں ہی ہو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندوؤں نے انہیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی ۔ (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا ۔ اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاہب موجود تھے اور انہیں کبھی کبھی مناقشے بھی ہو جاتے تھے ، لیکن مذہبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا ۔ ہندو دھرم کے متعدد فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ، ایک موافقت نظر آتی ہے ۔ برہما ، وشنو اور مہیش میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پنچایتن پوجا کا رواج ہوا ۔ وشنو ، شیو ، رودر ، دیوی ، اور سورج ، سب ایک ہی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں ۔ اس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا ہو گیا ۔ ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا ۔ قنوج کو پرتیہار راجاؤں کی مذہبی رواداری کا یہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ، تیسرا بھگوتی کا بھگت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

(۱) سی وی ویدیہ کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ۔ ج ۲ ص ۲۱۳ ۔ ۱۷ ۔

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براہمن دھرموں میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ' دو بودھہ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - پکے شیو بھگت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندوؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ وشنو ہے تو بیٹا بودھہ ' اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ' بودھوں اور ہندوؤں کے دھرم میں ۲۴ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بھی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تلخیص ادھوری رہے گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں – اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انہوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا – آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی ، اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے ، جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی – راشٹر کوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی – تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی – مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب ، نئی زبان اور نئی تہذیب لائے –

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام، برن‌بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجروید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی، پر کامیاب نہ ہوئے، اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی‌تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا، تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انھیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے -

"دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتنے هی شاعر هیں ، کتنے هی جوتشی ، کتنے هی فلسفی اور الٰہیات کے ماهر - یہہ سب راجاؤں کے دربار میں رهتے هیں " - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا هے کہ براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا هے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا ، زیادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری هوتے هیں - (۲)

براهمنوں کا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا ، یگیہ کرنا اور کرانا ، دان دینا اور لینا تها - بودهہ دهرم کے عروج کے زمانہ میں برن بیوستها کی ناقدری کے باعث براهمنوں کا وقار کچھہ کم هو گیا تها - اور یہہ کام ان کے هاتهہ سے نکل گئے تهے - یگیہ وغیرہ کے بند هو جانے سے بہت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بڑی ترمیم هوئی - بودهہ مت میں کهیتی معیوب سمجهی جاتی تهی ، اسے گناہ خیال کیا جاتا تها - اس لئے کتنے هی ویشوں نے بودهہ هو کر کهیتی ترک کر دی تهی - یہہ موقع دیکهہ کر بہت سے براهمن کهیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کهیتی کرنے کا مجاز هے - اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بهی دی گئی - اتنا هی نہیں ،

---

(۱) هسٹری آف انڈیا مصنفہ الیٹ جلد اول صفحہ ۶ -

(۲) چی وی وید ، هسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براھمن صنعت و دستکاری ' تجارت ' اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ' تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ھو) ' دودھ ' شہد ' شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براھمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ھوتی تھی ' جس کا ذکر ھم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذھب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رھتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رھا - سیاست میں ان کے ساتھ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ھو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاھتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ' کسی خاص برن کی قید نہ رھی - (۱)

براھمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ھم ھندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ھیں - گیارھویں

---

(۱) سی وی وید کی ھسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں ہی کا ذکر کیا ہے (۱)، مگر ہمیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بدلنے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھ لکھا ہے وہ سماج کی حالت کا مشاہدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براہمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براہمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے ہی ہوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامبے پتر میں بھاردواج گوتر، یجرویدی شاخ کے برہمن کا ذکر ہے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہون نامی مقام پر ملا ہے براہمنوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براہمنوں کی سکونت ہی کا حوالہ ملتا ہے - بزانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براہمنوں کا ذکر ہے - کونکن کی بارھویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براہمنوں کے نام دئے گئے ہیں جن کے گوتر تو ہیں، شاخیں نہیں، مگر ان میں براہمنوں کے ال بھی دیئے گئے ہیں جو

(۱) البیرونی کا ہندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ' راؤت ' ٹھاکر ' پاٹھک ' اُپادھیایہ اور پت وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ' پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ہمیں پنڈت ' دیکشت ' دوی ویدی ' چتر ویدی ' اوستھک ' ماتھر ' تری پور ' اکولا ' ڈیلڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ' مثلاً غذا میں اختلاف ' گوشت خور یا سبزی خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ' خیالات ' اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ' چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براہمن پنچ گوڑ یا پنچ دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌الشان مندر بنوایا ' جس کی

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ' ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشٹھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک ہزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنہیں وہیں رکھہ لیا — شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے — گجرات میں آباد ہونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی قوموں میں ہونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوتروں میں ہونا چاهئے تھا (۱) —

چھتری اور ان کے فرائض

براهمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا — ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا — فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ یہی ہوتے تھے — براهمنوں کے ساتھہ میل جول رکھنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا — بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم ہو گزرے ہیں — هرش‌وردهن ادبیات کا ماهر تھا — پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گنک کہتے تھے — راجہ بھوج کا تبحر مشہور ہے — اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں — چوهان وگرہ‌راج چہارم کا لکھا ہوا هرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا ہوا موجود ہے — اسی طرح اور بھی کتنے ہی راجاؤں کی تصانیف ملتی ہیں — برن کے نظام کے درهم برهم ہو جانے اور اکثر چھتریوں کے

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف — جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ —

پاس زمین نہ رہنے کے باعث بیکار ہو گئے اور اُنہوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باڑی یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خوردار نے هندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲) - ہیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ہے "براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار، نمود و نمائش سے دور رہنے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کفایت شعار اور بےلوث ہوتے ہیں" -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے، مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ہے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی -

---

(۱) سی وی ویدیہ کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -
(۲) الیٹ کی تاریخ هندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا – دان ' یگیہ ' تحصیل بیوپار ' علم ' لین دین اور زراعت – بودھ زمانہ میں برن کا نظام درہم برہم ہو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ' بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ' جیسا ہم اوپر لکھہ چکے ہیں – اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں ہی زراعت کو حقیر سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا – ہوینسانگ لکھتا ہے کہ تیسرا برن ویشوں کا ہے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا ہے – چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا ہے (۱) – ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے – ویشوں کے شاہی مناصب پر مامور ہونے ' سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک ہونے کی کتنی ہی مثالیں موجود ہیں – ہمارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفریق شروع ہوئی ' کتبوں سے بھی ثابت ہوتا ہے –

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا ' یہہ لوگ اچھوت نہ تھے – براہمنوں ' ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا – پتنجلی کے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

---

(۱) واٹرس آن ہیون سانگ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ –

تصدیق ہوتی ہے (۱) – رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ' اس کا خاص سبب تھا کہ ہندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ' اس لئے ہاتھہ کے سب کام شودروں نے لے لئے – شودر ہی کسان ' لوہار ' معمار ' رنگریز ' دھوبی ' جولاہے ' کمہار وغیرہ ہونے لگے – ہمارے زمانہ زیر بحث میں ہی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں – کسان تو شودر ہی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ہو گئے – ہویلسانگ لکھتا ہے بہت سے ایسے فرقے ہیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے – البیرونی لکھتا ہے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا ہے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ہیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے – یہہ لوگ آٹھہ طبقوں میں منقسم ہیں : دھوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈھال بنانے والے ' ملاح ' دھیور ' جنگلی پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاہے – چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے – شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ – ۴ – ۱۰ | اس سوتر کی تفسیر پتنجلی نے یوں کی ہے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعنی جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز ہوں وہ ذات باہر نہ سمجھے جائیں – اس کی تفسیر کرتے ہوئے کیٹ نے لکھا ہے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستهه

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے - براهمن یا چھتری جو محرری یا اهلکاری کرتے تھے کایستهه کہلاتے تھے - پہلے کایستهوں کی کوئی علیحدہ تقسیم نہ تھی - کایستهه اهلکار هی کا مترادف ہے ' جیسا کہ آٹھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم هوتا هے جو کوتہ کے پاس کن سوا میں هے - یہہ لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور هوتے تھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انہیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی ریشہ دوانیوں میں اُنہیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگیہ ولکیہ میں ان کے هاتھوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی هے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج دهج کایستهه اپنے کو شاک دیپی براهمن بتلاتے هیں اور والبهہ کایستهه چھتری ذات کے هیں ' جیسا کہ سوڈهل کی تصنیف " اُودے سندری کتھا " سے واضح هے -

---

(۱) البیرونی کا هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

انتیج

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ' چانڈال اور مری تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باہمی تعلق

ہندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باہمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ہوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ' نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براہمن مرد چھتری ' ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ ولکیہ نے براہمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ہمارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براہمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ہے - اس طرح مندور کے پڑھاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براہمن ہرش چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے - براہمن شاعر راج شیکھر نے بھی چوہان لڑکی آونتی سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براهمنوں کے شادی هونے کی نظیریں ملتی هیں - گلوارا گاؤں کے قریب کی ایک بودهه گپھا کے ایک کتبه میں بطور بلسی براهمن سوم کے براهمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر هے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براهمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف "دش کمارچرت" سے پایا جاتا هے که پاٹلی پتر (قدیم پٹنه) کے وےشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجه کسم دهلوا سے هوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی هیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یهه که همارے زمانه زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے برن کا لڑکی نیچے برن کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یهه تعلقات اُن شودروں کے ساتھه نه هوتے تھے جنهیں پلچھیکه کرنے کا مجاز نه تھا - زمانه قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براهمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا هو براهمن هی سمجھا جاتا تھا، جیسا که رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دهیوری کے بطن سے پیدا هوئے تھے یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی ریلوکا سے پیدا هوئے تھے، براهمن کہلائے -

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصه ۲ صفحه ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتری هی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شلکھہ اور اُشلس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باھمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ھوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں‌تک بڑھا کہ شادی کا دائرہ اپنی ذات تک ھی محدود ھو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرھیز نہ کرتے تھے - براھمن اور سب برنوں کے ھاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم ھوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات ھمارے زمانہ کے آخری حصہ میں بھی پیدا نہ ھوا تھا - البیرونی لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رھتے تھے اور ایک دوسرے کے ھاتھہ کا کھاتے پیتے ھیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی ھندوستان سے متعلق ھو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ -

(۲) سی وی ویدکی هسٹری آف میڈیول انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتی - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیرونی کا ' ھندوستان ' جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

ہندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

ہندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلفاء اگر برھمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرھستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اہل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رہتے تھے - کھانے ' پہلنے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے ہوتے تھے - کمروں میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رہتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے ہوا کرتے تھے جہاں لوگ ہزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - ہرش کے زمانہ میں ہر پانچویں سال عظیم‌الشان مذہبی جلسے ہوا کرتے تھے جن میں ہرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - ہیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا ہے - ان کے علاوہ ہر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذہبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ ہوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اہم ہوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم ہے - اِن میلوں میں بہت دھوم دھام ہوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا
کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے -
ہندوؤں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انھیں بڑے
حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندوؤں کی معاشرتی
زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پچکاری
سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ' جیسا کہ ہرش نے رتناولی
میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا
ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں
کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا
کرتے تھے - ناٹک ' رقاصی ' موسیقی ' اور تصویرنگاری میں
کہاں تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جائےگی -
کبھی کبھی باغوں میں بڑی بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں
عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ
چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں '
تیتروں ' بھینسوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں بھی ہوتی
تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ' سواری کے لئے گھوڑوں '
رتھوں ' پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی
کافی رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں -
اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل کر

धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः । (۱)
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کمد مکرجی صفحہ 175 - ۷٦ -

جھولا بھی جھولتے تھے - دول کا میلہ بارش کے دنوں میں ہوا کرتا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے هندوستان میں قائم هیں - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بھی کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رهتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ' جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا ھے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے اور راج‌کمار ساز و سامان کے ساتھہ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے - شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی ساتھہ رهتے تھے -

پوشاک

بعض علما کا خیال ھے کہ هرش کے زمانہ تک هندوستان میں سینے کا فن نہ پیدا هوا تھا (۲) - وہ اس دعوی کی دلیل میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے هیں (۳) ' لیکن ان کا یہہ خیال باطل ھے - هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبھی طرح کے خطے موجود هیں - یہاں نہایت قدیم زمانہ سے هر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے - ویدوں اور براهمن گرنتھوں میں سوئی کا نام ' سوچی ' یا ' بیشی ' ملتا ھے - تیتریہ براهمن تین قسم کی سوئیوں کا حوالہ دیتا

---

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے هوئے کتبے سے -

(۲) سی وی ویدھ هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ -

ہے : لوہے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قیلچی کو بھورج کہا ہے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ہے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ہوا کپڑا ہوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ہے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ہی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ہے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ہمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ہمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باہر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریہ براہمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھرو وید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براہمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶

تھیلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں ملفوظ ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیوپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچنی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا - ہیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اون کے

---

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز ' پلیٹ ۱۴ -
(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -
(۳) اسمتھ اکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -
(۴) رادھا کمد مکرجی ' ہرش ' ۱۷۰ - ۱۷۷ -



(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

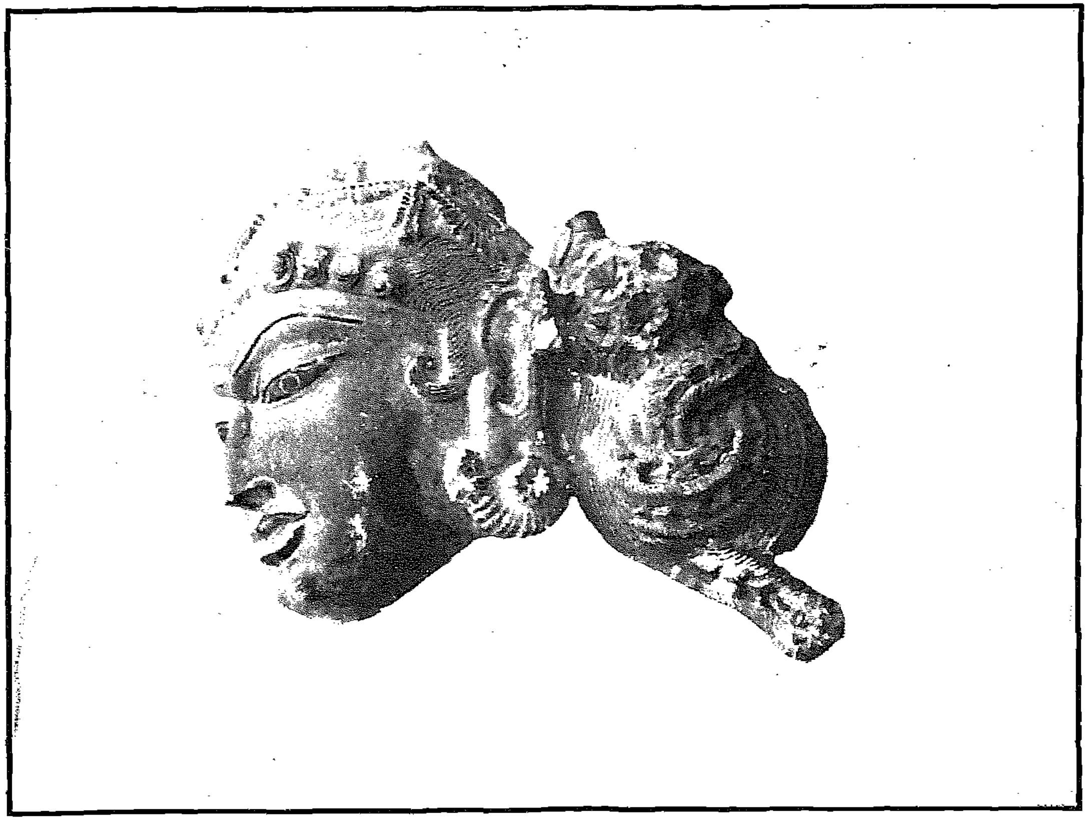
[اجنتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]



(١٦) عورت کے سر میں بال کی سنوار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کٹواتے تھے - چھتری لمبی ڈاڑھی رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ہے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ہی گہنوں کے شوقین تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ہار، انگوٹھیاں، کڑے، اور مالائیں ان کے زیور ہیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کئنے ہی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ہیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ہاتھوں میں کڑے اور سنکھ یا ہاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ہار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کہیں کھلے، کہیں پٹی سے بندھے ہوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف مڈیول انڈیا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے – چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواهر نگار گھنگے پہن سکتی تھیں (۱) – هر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا – کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی – نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے هوں –

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے – ایسی مجلسیں شاهی درباروں یا علما کی صحبتوں میں هوتی تھیں – بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ہے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپڑے ' وغیرہ –

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا – اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ہے – هندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند هیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں – کھانے کے قبل وہ نہاتے هیں ' جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے – مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے – سونے ' چاندی '

---

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان –

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ھیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ھے حالانکہ اب اس کی جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ھے -

ھندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھہ ، گھی ، گڑ اور شکر تھی - الادریسی انھل واڑے کے بیان میں لکھتا ھے : " وھاں کے لوگ ، چاول ، مٹر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ھوں کھاتے ھیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ھلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ھوتا گیا - ھندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ ھندو ھوے تو اھنسا اور سبزی خوری کو اپنے ساتھہ لائے - ھندو دھرم میں گوشت خوری گناہ سمجھی جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ھو گئی تھی - مسعودی لکھتا ھے کہ براھمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھی براھمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ھے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ھے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ھے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براھمن گنہگار ھو جاتا ھے - رفتہ رفتہ گوشت‌خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سی وی وید کی ھسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براہمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا — چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے — ہرن، بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ہے — کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی — پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انہیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا — شمالی ہندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا — چنڈال ہر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے، اس لئے وہ سب سے دور رہتے تھے —

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا — دوئجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی — براہمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے — المسعودی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ہے — لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا — عربی سیاح سلیمان لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے — اس کا قول ہے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی الواقع راجہ نہیں ہے — آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، تو جو راجہ خود متوالا ہو، بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ہے (۱) — واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے — اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ — (ناگری پرچارنی سبھا) —

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھہ پہنچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - اُن کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پنچ مہایگیہ ہر ایک گرہستھہ کے لئے لازمی تھا ، مہمان نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھہ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ، ہمارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے زمانہ زیرِ تلقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاگیہ ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارھویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ، کریت (خریدا گیا) ، لبدھہ (دان میں ملا ہوا) ، دایا دو پاگت (خاندانی) ، اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) ،

آہت (روپیہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا ہوا)، یدھہ پراپت (لڑائی میں پکڑا ہوا)، پنہجت (جوے وغیرہ میں جیتا ہوا)، پربرجیاوست (سادھو ہونے کے بعد بگڑ کر بنا ہوا)، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا ہوا)، بڑواھریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا ہوا)، اور آتم بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچھہ کماتا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق ہوتا تھا - کچھہ لوگ غلاموں کو چوری کر کے انہیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نہ تھی - یہہ غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رہتے تھے - تہوھار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو غلام تندھی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھہ بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھہ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے ہوے تھے - یاگیہ ولکیہ اسمرتی میں لکھا ہے کہ زبردستی غلام بنائے ہوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نہ کر دے تو راجہ انہیں آزاد کرا دے - کوئی سانحہ پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صلہ میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جائے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گائیں دےکر، آھت غلام روپئے دےکر، لڑائی میں پکڑے ہوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ہوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا «اب تو میرا غلام نہیں ہے» - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ھی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توھمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توھمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت پریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

هندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - أتهرو وید میں تسخیر ' تالیف ' تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ہے - راجہ کے پروهت أتهرو وید کے عالم هوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو تونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - همارے زمانہ زیر بحث میں ان توهمات کا بہت زور تھا - بان نے پربهاکروردهن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا هے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا هے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی ' گنڈے باندهتی تھی ' گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی ' بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھ کے حلقے بنانے ' گوروچن سے بھوج‌پتر پر لکھے هوے منتروں کے جنتر باندهنے ' چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسنے ' سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا هے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی‌مادهو میں لکھا هے کہ اگهورگهنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - ”گوڈوهو“ میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر هے - ان اسباب سے ظاهر هوتا هے

---

(۱) بان کا هرش چرت صفحہ ۱۵۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

کہ ہمارے زمانہ متعینہ تک ہندوستان میں توہمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ، پریت ، ڈائکنی ، شاکنی ، وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوی کے سورتھو تسو ، نامی کاویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرالے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھی -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ ہوگا - زمانہ قدیم سے ہی ہندوستانیوں کے اطوار بہت ہی پسندیدہ اور نیک رہے ہیں - میگاستھنیز نے لکھا ہے کہ وہ لوگ سچ بولتے تھے ، چوری نہیں کرتے تھے ، اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردی میں ایشیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ، انہیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھی نہ ہوتی تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں ہی نہیں تھی - ہمارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار ہونے کی خوب تعریف کی ہے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور ہیں - وہ کسی کا مال غصب

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں ' حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ہے - اِن معاملات میں وہ اتنے نیک نام ہیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے ہیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال ہوتا جاتا ہے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبداللہ بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی بہت گھنی ہے ' وہاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے ہیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ہے کہ براہمن اچھے تاجر اور حق پرور ہیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ہیں - وہ طویل‌العمر ہوتے ہیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رہتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -

(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ہیں - بعض اوقات براہمن بھی ضعیف ہو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براہمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ہے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ہے - (۱)

ہندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ہو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوہر کے ساتھ بیٹھنا لازمی تھا - راماین اور مہابھارت میں ہی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ہے - ہمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتی اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

---

(۱) سی وی ویدیہ ، ہسٹری آف میڈیول انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا ھے کہ راج شری کو بودھ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمتر کا تقرر ہوا تھا - بہت سی عورتیں بودھ بھکشو بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھ عقائد سے کما حقہ واقف ہوتی ہوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھ شاستراتھ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ھے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ روزگار تھی - راج‌شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ھے وہاں تین مقامات پر اس نے اونتی‌سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا ھے - اونتی‌سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ھی تصنیف سے پیش کی تھی - ہیم چندر نے اپنی دیسی نام‌مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے ہیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ھے - "مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ ہوں - ملکہ تو روح میں ہوتا ھے ' وہ مرد یا عورت کے جلس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں ' ارباب نشاط ' پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماہر اور شاعرہ دیکھی جاتی ہیں (۱) - ہمارے زمانہ میں

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھ کے نام یہہ ہیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ہی نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دی جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی - ا فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ہے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ جس وقت ہون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ہرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبری میں لکھا ہے کہ بلاس وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براہمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کی کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولی - ایکٹ ۲ -

راج سری هیونسانگ سے خود ملی تهی - اُس زمانه کے ناٹکوں میں بهی پرده کا کوئی ذکر نہیں هے - سیاح ابوزید نے لکها هے که مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تهیں ' میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتهه عورتیں بهی جاتی تهیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا هے - عورتیں فوجی ملازمت بهی کرتی تهیں ' اور راجاؤں کے ساتهه دربار ' هوا خوری ' لڑائی وغیره میں شریک هوتی تهیں - وه مسلح هو کر گهوڑے پر سوار هوتی تهیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بهی آیا هے - دکهن کے پچهمی سولنکی وکرما دتیه کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع هوئی تهی - اور فن سیاست میں اتنی ماهر تهی که چار صوبوں پر حکومت کرتی تهی - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعه کا محاصره بهی کیا تها - اسی طرح اور بهی ایسی مثالیں دی جا سکتی هیں جن سے ثابت هوتا هے که اس زمانه میں پرده کا چلن نه تها - اتنا البته تحقیق هے که راجاؤں کے محلوں میں هر خاص و عام کو جانے کی اجازت نه تهی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پرده کا رواج شروع هوا - شمالی هندوستان میں مسلمانوں کا زور زیاده تها - اس لئے وهاں اونچے خاندانوں میں گهونگهٹ اور پرده دونوں هی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیاده نه هوا وهاں پرده یا گهونگهٹ کا رواج بهی نه چلا - آج بهی

راجپوتانه سے دکھن سارے هندوستان میں کہیں پردہ نہیں ھے اور کہیں ھے بھی تو براے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ' جو همارے زمانه زیر تلقید سے پہلے بن چکي تھی آٹھه قسم کی شادیوں کا ذکر ھے - براهم ' دیو ' آرش ' پراجاپتہ ' آسر ' گاندهرو ' راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ھے که اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رها هو - لیکن روز بروز کم هوتا جاتا تھا - یاگیهولکیه نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو هي مرجح کہا ھے - وشنو اور شنکهه اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو هی جائز کہا ھے - هاریت اسمرتي میں تو صرف براهم بواه کو مناسب کہا گیا ھے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجه ' سردار اور اهل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبه میں کلچوری راجه گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی هونے کا ذکر ملتا ھے - اس زمانه تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نه تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعه لکھا ھے - شکنتلا اس وقت بالغ هو گئی تھي - گریهیه سوترون میں شادي کے کچھه دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ھے - اس سے صاف ظاهر ھے که لڑکیاں بالغ هوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ۱۶ بتلائي ھے - راج سری کي عمر شادي کے وقت ۱۲ سال تھی - کادمبری سے معلوم هوتا ھے

کہ مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادی کے قابل تھی – ہاں ہمارے دور متعلقہ کے آخری حصہ میں کم‌سنی کی شادیوں کا آغاز ہو چلا تھا – مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا – بدھوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تھا، لیکن متروک بھی نہ ہوا تھا – یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی میں بدھوا بواہ کا ذکر موجود ہے – وشنو نے یہاں تک لکھا ہے کہ باکرہ بدھوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا ہو وہ جائداد کا وارث بھی ہے – پراشر تک نے لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا ہو یا سادھو بن گیا ہو، لا پتہ ہو گیا ہو، ذات سے خارج ہو گیا ہو، یا قوت مردی سے محروم ہو گیا ہو تو وہ دوسری شادی کر سکتی ہے – مشہور جین ملتری وستوپال تیج‌پال کا بیوہ سے پیدا ہونا مشہور ہے – یہہ رواج رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا اور آخری دونسلوں (جلیو پہلیےوالوں) میں بالکل غائب ہو گیا – البیرونی لکھتا ہے کہ عورت بیوہ ہو جانے پر شادی نہیں کر سکتی – بدھواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بھی عام عورتوں سے جدا ہوتے تھے – بان نے راج شری کے بیوہ ہو جانے پر اس کا ذکر کیا ہے – آج بھی اونچی ذاتوں میں بدھوا بواہ کا رواج نہیں، مگر نیچی ذاتوں میں عام ہے –

رسم ستی

ستی کا رواج ہمارے زمانہ کے کچھہ پہلے شروع ہو گیا تھا – اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا – ہرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی – ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ہے – راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ، پر ہرش نے اُسے روک لیا – ہرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ہے – اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ‌سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ہے – البیرونی لکھتا ہے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ہیں ، یا ستی ہو جاتی ہیں – راجاؤں کی عورتیں ، اگر بوڑھی نہ ہوں تو ستی ہو جاتی ہیں" (۱) – سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا – یہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا –

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی – اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی – وید ویاس نے ملو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ہے وہ پڑھنے لائق ہے – اُس کا لب‌لباب یہ ہے – عورت شوہر سے پہلے اُٹھ کر گھر صاف کرے ، اسنان کرے اور کھانا پکائے ، شوہر کو کھلاکر پوجا کرے – تب خود کھائے ، باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے – شام کو بھی گھر میں جھاڑو

---

(۱) البیرونی جلد ۱ – صفحہ 155 –

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے – منو اسمرتی میں لکھا ھے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ھوتی ھے ' وھاں دیوتا رھتے ھیں – اُسی میں لکھا ھے – آچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ھے ' لیکن ماں باپ سے ھزار گنی قابل تعظیم ھے – عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی – ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ھوئے تھے – وہ بھی جائداد کی وارث ھو سکتی تھیں – اس مسئلہ کے متعلق ھم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے –

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ' پرمغز اور بلندپایہ تھا - علماے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ' صرف و نحو ' آیوروید ' نجوم ' ریاضیات ' نظریات ' صنعت و حرفت ' سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھہ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں‌گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ' ناٹک ' ناول ' قصے ' کہانیاں ' علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں -

(ا) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ' تامب پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بھاشا عوام کی زبان تھی - یہی بول چال کی زبان تھی - اس کا ادب بھی بہت ترقی کر چکا تھا -

(۳) جنوبی ہند میں اگرچہ علما میں سنسکرت کا رواج تھا ، مگر وہاں بول چال کی زبان دراوڑی تھی جس میں تامل ، تلگو ، ملیالم ، کناڑی وغیرہ زبانیں شامل تھیں - ہمارے زمانہ میں ان زبانوں کا ادب بھی ترقی کے شاہراہ میں گامزن ہوا - اب ہم سلسلہ وار ان تینوں بھاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے ہیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے ہمارا دور مخصوص ترقی کر چکا تھا - ہمارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون ہو چکا تھا ، لیکن اس زمانہ میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رہی - ہم اس زمانہ میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہہ ہے کہ عیسیٰ کی قبل چھٹویں صدی میں پانڈی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ پانڈی کے اصولوں سے منحرف ہو ، کیونکہ پانڈی کو لوگ مہرشی سمجھتے تھے ، اور سب کو ان سے عقیدت تھی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تھا - یہہ حالت زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے - جبھی تو پتنجلی نے بھی پانڈی کے سوتروں میں بعض

مولفوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانلی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں ' اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن کالی داس ' بھاس ' اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ' ناٹک ' اپنیاس ' کتھائیں ' وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رهی هیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا هے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے هی ماخوذ هیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے هیں -

کراتارجن — اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں هوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے هے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں، سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلی درجہ کی هے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف هے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے هیں - ایک شلوک میں تو 'न' کے سوا اور کوئی حرف هی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त هے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف هے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا هے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج، فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولی رکھتا هے -

بھٹی کاویہ — اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ‌خوار تھا، ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥
(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ہے - اس کے ساتھہ ہی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ہے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ہاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات ' لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ہے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ہے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ہے ' بھاروی لطافت معنوی میں یکتا ' ڈنڈی محاسن شاعری میں فرد ' لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ہے" -

نلواودے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ہے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ہے - قافئے صرف آخر میں نہیں ' وسط میں التزاماً لائے گئے ہیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ہے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ہیں - ہر ایک شلوک کے دو معنی ہوتے ہیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ہے ' دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ہیں -

پارشوابهیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکهن کے راشترکوت راجہ اموگهہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکهی - اس کی خوبی یہہ هے کہ پارس ناتهہ کے حالات کے ساتهہ کہیں آخری بند ' کہیں پہلا اور چوتها بند ' کہیں پہلا اور تیسرا بند ' اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگهدوت سے لیا هے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگهدوت کو شامل کر دیا هے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا هونے دی - اس کتاب سے میگهدوت کا صحیح متن معلوم هو جاتا هے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پرهے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے هیں ' لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارهویں صدی میں لکهی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکهتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکهایا هے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا هے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر هے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے هیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا هے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی هے -

ان کے علاوہ اور بهی کتنی هی رزمیہ نظمیں همارے زمانہ زیر بحث میں لکهی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل هیں - مشهور شاعر چهیمیندر نے د رامائن منجری ' د بهارت منجری ' اور د دس اوتار چرت ' د سمے ماترکا ' د جاتک مالا ' د کوی کنتهه آبهرن ' د چتربرگ سنگره ' وغیره چهوتی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا د جانکی هرن ' هردت کا د راگهو نیشدهی ' منکهه کا د شری کنتهه چرت ' هرش کا د نیشدهه چرت ' وستوپال کا د نر نارائن آنند کاویه ' راجانک جے رتهه کا د هر چرت چنتامن ' راجانک رتناکر کا د هر بجے مهاکاویه ' دامودر کا د کتنی نیمت ' باگ بهت کا د نیمی نروان ' دهننجے کا د دوی سندهان مهاکاویه ' سندهیاکر نندی کا د رام چرت ' ونهن کا د وکرمانک دیو چرت ' پدم گپت کا د نو ساهسانک چرت ' هیم چندر کا د دویا شرے مها کاویه ' جهانک کا د پرتهوی راج بجے ' سوم دیو کی د کیرتی کومدی ' اور کلهن کی د راج ترنگنی ' صدها رزمیه نظمیں هیں - ان میں سے پچهلی سات تاریخیں هیں -

مجموعهٔ لطائف و ظرائف

همارے زمانه میں لطائف و ظرائف کے کئی اچهے مجموعه هو چکے تهے - امت گتی (۹۹۳ ع) کے د سوبهاشت رتن سندوه ' اور بلبهه دیو (گیارهویں صدی) (۱) کے د سوبها

---

(۱) کئی علما اسے چودهویں صدی کی تصنیف مانتے هیں مگر یهه صحیح نهیں - سرانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں هوا تها امر کوش کی "تیکا سروسو" نام کی تشریح میں "سوبهاشتاولی" کے اجزا نقل کئے هیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ھے جو مشہور ما هر سلف ڈاکٹر ٹامس نے ' کویندر بچن سمچے ' کے نام سے شائع کیا ھے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی هوئی ایک نقل ملی ھے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ھو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ھے - همارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج هندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ھے - بودھوں اور جینیوں کے مذھبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں ' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۶۰۰ع سے قبل کتنی هی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی هیں - مشہور زمانہ ' پنچ تنتر ' بھی تیار هو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - هاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ هو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول هوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم هو گئے - اس کے سوا همارے زمانہ کے بہت پہلے ' برهت کتھا ' بھی موجود تھی جسے " گناڈھ " نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - دنگی ' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ھے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں " برہت کتھا منجری "
کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت
سوم دیو نے بھی " کتھا سرت ساگر " کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی
اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا -
اس کا تیسرا ترجمہ بھی " برہت کتھا شلوک سنگرہ " کے
نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال " پچیسی " " سنگھاسن
بتیسی " اور شوک بہتری " وغیرہ قصص کے مجموعے بھی
ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم
سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور
وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے
ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا
ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی
نثر کے ناول یا " آکھیائکائیں " بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ
سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان
شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات
ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی
زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ
تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی
کی تصنیف " دش کمار چرت " سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و
رواج " عام تہذیب " راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام
برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھو کا بنایا ہوا "واسودتا" بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو' پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے "ہرش چرت" اور "کادمبری" بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں - "ہرش چرت" ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرھے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان ہردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اِس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اس کا قصہ ثانی اس کے بیٹے پلن بھٹ نے لکھ کر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کر دی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتش خوار ہیں سوبندھو کی "اودے سندری کتھا" اور دھن پال کی "تلک منجری" بھی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے ہیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل چمپو" ہے جس سے تری وکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانینی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چوتھی صدی میں پیدا ہوا ' اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے - پانینی نے شلالی اور کرنی شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھ کٹکا" بالادرپایہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سمی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں - قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور اقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجہ کے ہیں - اس کا تیسرا ناٹک " ناگانند " ہے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی ہوی زمانہ ریر تنقید میں ہوا - بھوبھوتی برار کا رہنے والا براہمن تھا - اُس کے تین ناٹک " مالتی مادھو " " مہابیر چرت " اور " اُتر رام چرت " موجود ہیں - ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے - " مالتی مادھو " میں " شرنگار رس " (حسن و عشق) " مہابیر چرت " میں " بیر رس " (دلاوری) اور " اُتر رام چرت " میں " کرونا رس " (درد و غم) غالب ہے - مگر جذبات درد کے اظہار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر تفوق ہے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے - اُس کے ناٹکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں - بھٹ نارائن ہے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ہوا - اس کا " بینی سنگھار " ناٹک بہت اونچے درجہ کا ہے - اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے - چنانچہ " ویر رس " اس کی خصوصیت ہے - " مدرا راکشس " کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا - یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ہے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے - راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وظیفہ خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جید عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے "بال رامایں" اور "بال مہابھارت" کا موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا ناٹک "ودھہ شال بھنجکا" ایک ظرافت آمیز ناٹک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا "ہنومان ناٹک" لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) "پربودھ چندرودے" نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ہمسر نہیں - اس میں قناعت، عفو، حرص، طمع، غصہ، تکبر، حسد، نگاہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ہیں - مراری کا لکھا ہوا "انرگھہ راگھو" بلہن کا لکھا ہوا "کرن سندری" (ناٹکا) چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - "کراتار جنی" (ایک ایکٹ کا ناٹک) "کرپور چرت" (بھانر - مذاقیہ ڈراما) "رکمنی ہرنے" (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - "ترپرداہ" (ڈم - شیطانی ڈراما) "ہاسیہ چورامنی" (ظرافت کا ڈراما) اور "سمندر متھن" (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوہان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا “ہرکیلی ناٹک”، سومیشور کا “للت وگرہ راج”، پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرہلادن دیو کا “پارتھہ پراکرم” وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی صدہا ناٹک لکھے گئے، جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

لہجہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع، رنگ (رس) اور لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - ممت نے “کاویہ پرکاش” لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکھہ سوری نے لکھا - گوبردھن آچاریہ کا “دھون آلوک”، بھاما کا “النکار شاستر” - راج شیکھر کی “کاویہ میمانسا”، ہیم چندر کا “کاویہ انوشاسن”، باگ بھٹ کا لکھا ہوا “کاویہ انوشاسن” اور “باگ بھٹ النکار”، ادبھٹ کا “کاویہ النکار سنگرہ”، رودرٹ کا “کاویہ سنگرہ”، بھوج کا “سرسوتی کنٹھہ آبھرن”، خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ہیں، جن میں پنگل اچاریہ کا “پنگل چھند سوتر” سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بھوشن ‘‘ ھیم چندر کا ’’ چھند انوشاسن ‘ اور چھیمیندر کی تصنیف ’’ سوورت تلک ‘ قابل ذکر ھیں -

ہم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ‘ ناٹک ‘ اویتھاس ‘ تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ھوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلی درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسری نظر

سنہ ۲۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہونچا ھوا تھا - کاویہ ‘ صنائع ‘ چھند شاستر (علم عروض) ’’ ناٹک ‘ سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ‘ درد ‘ وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بڑی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ’’ کراتارجنی ‘ سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ’’ ھرش چرت ‘ میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری ہندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی — صرف نظم سے متعلق کتابیں ہی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں — اتنا ہی نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش ہے — اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی —

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اہمیت دی جاتی تھی — وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن ہی اولیٰ اور اول سمجھا جاتا تھا — سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل ہو چکی تھی — پانتی کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے بارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے — شرب ورما کا "کاتنتر ویاکرن" بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا — اس پر سات تفسیریں مل چکی ہیں — ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن ہندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رہا — پنڈت ہونے کے لئے ویاکرن میں ماہر ہونا لازمی تھا — ہمارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں — سب سے پہلے پنڈت

جیادتیہ اور بامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانلی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا — یہہ بہت مفید تصنیف ہے — بھرت ھری نے بھاشا شاستر (علم اللسان) کے نقطۂ نگاہ سے ویاکرن پر "واکیہ پردیپ" نام کی ضخیم کتاب لکھی اور "مہابھاشیہ دیپکا اور مہابھاشیہ تریدی" نام کے خطبے بھی تیار کئے — اس زمانہ تک "اُنادی سوتر" بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنہ ۱۲۵۰ع میں اجل دت نے لکھی — پانلی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی لکھی گئیں — چندر گومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب "چاندر ویاکرن" لکھا — اس میں اس نے پانلی کے سوتروں اور مہابھاشیہ سے بھی مدد لی ہے — اسی طرح جین "شاکتائن" نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی — مشہور جین عالم ھیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے بھی زیادہ مبسوط "سدھہ ھیم" نام کا ویاکرن لکھا — جین ہونے کے باعث اُسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں کیا — اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدھا چھوٹی چھوٹی کتابیں مرتب ہوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ہیں: وردھہ مان کی لکھی ہوئی "گن رتن مہو ددھی" بھاسروگیہ کی لکھی "گن کارکا" بامن کی لکھی ہوئی "لنگانوشاسن" ھیم چندر کی لکھی ہوئی "اُنادی سوتر برتی" دھاتو پاتھہ "دھاتو پارائن" "دھاتو مالا" اور "شبد انوشاسن" وغیرہ —

لغت

هم اوپر لکھ چکے هیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں ' بلکہ ذخیرۂ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا — اس زمانہ میں اس کا ذخیرۂ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا — اس لئے لغت کی ضرورت محسوس هوئی اور کئی لغت بنے — اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی هے — کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی هے — امر سنگھ کا مرتب کیا هو امر کوش جو منظوم لغت هے نہایت مشہور تصنیف هے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا هے — یہ ' کوش ' اتنا مقبول هوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع هوئیں ' جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھ نشان ملتا هے — بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور هے — پرسوتم دیو نے ' ترکانڈ شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا — یہ بہت هی مفید مطالب مجموعہ هے کیونکہ اس میں بودھ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں — اسی مصنف نے ' هاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاہئے - شاشوت کا لکھا ہوا ' انیکارتھہ سمچے ' بھی نہایت کارآمد تصنیف ہے - ہلایدھہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب ' ابھی دھان رتن مالک ' نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ہیں - دکھنی عالم یادو پرکاش کا ' ویجینتی کوش ' بھی اچھی کتاب ہے - اس میں الفاظ ' حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف‌وار لکھے گئے ہیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی ' نام مالا ' مہیشور کی ' وشو پرکاش ' اور منکھہ کوی کی ' انیکارتھہ کوش ' وغیرہ مجموعے بھی تیار ہوئے - ہیم چندر کا ' ابھی دھان چنتا منی ' معرکۃالارا تصنیف ہے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ہے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - اِس کا نام ' نگھنٹ کوش ' ہے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکشیپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ہمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقی کی انتہا تک پہونچا ہوا تھا - اس کے قبل ہندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیائے ' ویشے شک '

سانکهیه ' یوگ ' پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) - پاتنلی نے نیاے سے "نیائک" کا استخراج کیا هے - سبهی شعبے انتہائی عروج پر تهے - ان کے علاوہ بودهه اور جین فلسفه نے بهی خوب فروغ حاصل کیا تها - قوم کی خوشحالی ' ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجه تها که فلسفه کو فروغ هو - سنه ۲۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتهه) مرتب هو چکی تهیں اور ان پر عالمانه و محققانه تفسیریں بهی لکهی جا چکی تهیں -

نیاے درشن

نیاے فلسفه کے اس شعبے کو کہتے هیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی هیں - اس درشن کے مطابق ان سوله اسباب (پدارتهوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی هے -

دلیل ' وهم ' علت ' وه شے جو ثابت کی جائے ' تمثیل ' حقیقت ' بحث ' حجت ' تحقیق ' مقدمه ' مناظره ' اعتراض ' دلیل فاسد ' انحراف ' تذلیل ' تردید -

دلیل کے چار اقسام هیں - بدیه (پرتیپکش) ' قیاس (انومان) ' تقابل (اپما) ' اور شہادت (شبد) -

بدیه کی دلیل بزرگوں کے اقوال هیں - معنوی امور کی دلیل وید هیں - وید منجانب خدا هیں - اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پرمئے (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء ذہنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ہیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (ارادہ) دویش (منافرت)، پریتن (سعی)، سکھہ، دکھہ اور علم حقیقی، آتما کے ارکان ہیں - آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا طالب ہے - دنیا کا خالق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد، مقدار، تشخیص، اتصال، انفصال، ادراک، ارادہ، علم وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں۔ پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے۔ عناصر خمسہ حواس کی تخلیق ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین۔

نیائے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح ہوگا کہ ہندو نیائے شاستر محض منطق نہیں ہے بلکہ پرمیوؤں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ہے۔ مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں۔

نیائے شاستر کا مصنف گوتم تھا۔ اس کے نیائے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی۔ اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکھی۔ یہ تفسیر نیائے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے۔ واسودتا کے مصنف سوبندھو نے مل ناگ، نیائے استہتی، دھرم کیرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا ہے۔ قیاساً یہ سبھی ساتویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں گے۔ اُدوتکر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکھی، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدینا چارج نے تاتپریہ پری شدھی نام سے لکھی۔ سنہ ٩٨٤ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب ,کسمانجلی، لکھی۔ اس میں اس نے نیائے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے۔ دنیا میں مسئلہ توحید پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ھے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت انگیز ھے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رھنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ھے - اُس نے بودھ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب " بودھ دھکار " لکھی - یہہ سب کتابیں قدیم نیائے شاستر سے تعلق رکھتی ھیں -

سنہ ۶۰۰ع سے نیائے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ھوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیائے کہتے ھیں - بودھ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رھنےوالے دھرمپال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں " نیائے بندو " نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ھیمچندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ھیں - ھاں تبت میں بودھ نیائے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ھیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ھو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ھوا - بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے " تتو چنتامن " لکھ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رهی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ہو - مہرشی کناد اس کے بانی هیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھہ مماثلت ہے - دونوں ایک هی فلسفہ کی دو شاخیں هیں اور اُصول میں نیائے کہنے سے دونوں هی مراد هوتے هیں - کیونکہ گوتم کے نیائے میں استدلال کا رنگ غالب ہے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک هیں - نیائے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ہے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھہ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مفردات) نو هیں - زمین ' پانی ' روشنی ' هوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث هیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود هیں - من قدیم ہے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص هیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھہ صرف چھہ هیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ " نیستی " ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ ' مزہ ' بو ' احساس ' تعداد مقدار ' تجرد ' وصل ' فصل ' تقدم ' تاخر ' ثقل ' رقت ' التزام ' سماع ' تکلیف ' راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ہے دوری ' قبض ' انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیان نہیں - مادہ قدیم اور لافانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انھیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست پاد کا " پدارتھہ دھرم سنگرہ " غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں " پدارتھہ دھرم سنگرہ " کی ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علامت ہے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوئی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی ' شاهد ' اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ' پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اهنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' پر ' سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی ہیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ ہمارے دور کی نہیں - یہہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بھی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' اس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے ہیں - اپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موحد معلوم ہوتا ہے پر ایشور کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ہے ۔

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں ۔ یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئی ہے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ہیں ۔ چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور ہے ۔ اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ہے ۔ یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ہوتا ہے : جہالت ، انانیت ، خواہش ، کینہ ، اور الفت ۔ ہر ایک آدمی کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ہے ۔ ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ہیں ۔ یوگ کی عملیات کی مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالاخر نجات حاصل کر لیتا ہے ۔ ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زماں سے آزاد ہے ۔ دنیا دارالمحن ہے اس لئے قابل ترک ۔ یوگ کے آٹھ ارکان یہ ہیں ۔ تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ، تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق ۔

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وہی خیال ہے جو سانکھیہ کا ہے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا ہندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ہی اس کے مقلد ہو گئے - یوگ سوتروں کی 'ویاس بھاشیہ' کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا 'یوگ سار سنگرہ' بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش ہو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ہٹھ یوگ، راج یوگ، لے یوگ، وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اقوال کے باہمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - 'آپستمب دھرم سوتر' کے نیائے سے پورب میمانسا ہی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق 'سار سنگرہ' نامی کتاب لکھی جو 'نیائے مالا وستار' نام سے مشہور ہے - اسی طرح

واچسپتی نے "نیائے کنی کا" نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وجدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے "شبد" یا آواز کو قدیم مانتے ہیں، نیائے والے حادث، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھه زمانه کے بعد میمانسا کے دو حصے هو گئے - اُن میں ایک کا بانی کمارل بھٹ ساتویں صدی میں هوا - اس نے میمانسا پر "تانترک وارتک" اور "شلوک وارتک" دو کتابیں تصنیف کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودھوں پر اعتراضات کئے - مادھو اچاریه نے اس موضوع پر "جیمنیه نیائے مالا وستار" نام سے ایک معرکةالارا کتاب لکھی - اس فلسفه کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا که "کرم کانڈ" (شریعت) اور "گیان کانڈ" (معرفت) میں سے سابق کی اس میں تفصیل کی گئی هے - اس لئے نہیں که یه "اُتر میمانسا" یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی همارے دور میں سب سے زیادہ اشاعت هوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں - دوسری تفسیر جو شنکراچاریه نے لکھی وہ موجود هے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریه نے اس دور میں مذهبی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا - مذهبی انقلاب کا مختصر ذکر هم اوپر کر چکے هیں - انہوں نے ویدانت میں "ادویت واد" یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نه هونا اتنے محققانه اور مجتہدانه انداز سے ثابت کیا که

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھ ذکر آتا ہے جسے شنکراچاریہ نے بہت اہمیت دےکر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے 'ویدانت سوتر' گیتا اور اُپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال' لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا' بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور' جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست — کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول دونوں هے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وہ سب خالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی هے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ هے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال هے کہ یہہ برهم کی فرضی صورت هے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا هے اسی طرح ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطه آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے هیں - یہہ عالم نہ تو برهم کی حقیقی صورت هے اور نہ اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا هے - برهم کے ساتھہ مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا هے - گیان سے مایا کا پردہ دور هو جاتا هے اور حقیقی ایشور رہ جاتا هے - مایا ایک ناقابل بیان شے هے -

اس ادویتاواد یا مایا واد پر بودهہ دهرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تها - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودهہ ثانی کہتے هیں - اگرچہ بودهہ دهرم کے زوال کے ساتھہ بودهہ فلسفہ کا بهی انحطاط هو گیا تها پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیروں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رامانج اور ان کا وششت ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متباین تھا - اسے ہم وششت‌ادویت واد کہہ سکتے ہیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برہم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں - اس فرقہ میں اگرچہ برہم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں - جیو اور برہم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

ھے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی ھے اسی طرح جیو بھی برھم ھی سے نکلتا ھے - برھم واحد ھے اور کثیر بھی - وہ صرف عامت ھے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن ھی کے اصولوں سے ماخوذ ھیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ ھے - اسے " بھیدا بھیدواد یا دویت ادویت بھی کہتے ھیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت واد کے نقطہ سے کی اور " شری بھاشیہ " لکھا - انہوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ھے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ ہوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت ہوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت واد

رامانج کے زمانہ میں ھی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے بھی سات پرانے اپنشدوں ' بھگوت گیتا ' بھاگوت پران ' اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے " تتو سنکھیان ' نامی کتاب میں کیا ھے - انہوں نے ایشور ' جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا ھے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذھبی صورت ھی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقی کی - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کی تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئے - اگر چہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت‌واد سب پر حاوی ہے - اُس کا ایک نتیجہ یہہ بھی ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندؤں کے جو پہلے ہی بودھہ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم ہے -

چارواک

ان چھہ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے - اس کے سوتروں کا مصنف برہسپتی زمانہ قدیم میں ہو گزرا تھا - بودھوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقہ کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہہ فرقہ کب‌تک منتظم صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہہ فرقہ اتنا مطعون نہ ہوا تھا کہ اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودھہ فلسفہ

بودھہ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھہ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا - بودھہ دھرم کے آغاز کے ساتھہ

هی اس کا فلسفه معرض وجود میں نه آیا تها - بودهه علما نے بہت عرصه کے بعد اپنے عقائد کو فلسفه کی صورت میں لانا شروع کیا - بودهه دهرم کے اصولوں کا ذکر هم پہلے کر چکے هیں -

جین درشن

جین فرقه کے علما نے بهی اپنے عقائد کو فلسفه کی هیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچهه هی دنوں میں جین فلسفه نے بهی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بهی ذکر هم اوپر کر چکے هیں - پهر بهی یہاں ان کے خاص مذهبی اصول "سیاد باد" کا کچهه مختصر تذکره کرنا ضروری هے -

انسان کا علم غیر یقینی هے - وه کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین هی کے ذریعه وه هر ایک چیز کی صورت قائم کرتا هے جو اس مغالطه سے مبرا نہیں - اس لئے یہه لازمی نہیں که اُن کے مشاهدات همیشه صحیح هوں - اگرچه وه انہیں صحیح سمجهه رها هو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز هوا هے - وه هر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے هیں - (۱) شاید هو (۲) شاید نه هو (۳) شاید کسی صورت میں هو کسی صورت میں نه هو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظهار نه کیا جا سکے (۵) شاید هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نه کیا جا سکتا هو

(٦) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(٧) شاید کسی صورت میں ہو، کسی صورت میں نہ ہو، پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضع ہوگا کہ سبھی عقائد اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد ملکتھائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے - ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (١) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیائے، ویدانت، یوگ توحید کی اشاعت کر رہے تھے، تو دوسری طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ٦٠٠ع سے سنہ ١٢٠٠ع

---

(1) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिवेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुत : ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ہے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھیلس، ایمپی ڈاکلس، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۱ -
(۲) ڈاکٹر ارن لینڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -
(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -
(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بڑی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم اکرینگے -

شلیگل نے لکھا ھے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ھندوستانی فلسفہ کے شمس نصف النہار کے سامنے ایک ٹمٹماتے ھوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ھنٹر نے لکھا ھے کہ ھندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ھے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ھے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ھوتے ھیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایوسلٹ لکھتی ھیں : ھندوستان کا علم الذھن یورپ کے علم الذھن سے زیادہ مکمل ھے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ھے کہ ھندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ھے (۴) -

---

(۱) ھسٹری آف لٹریچر -
(۲) ھنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن لیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -
(۴) ھسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بهی زمانهٔ قدیم میں هندوستان نے بہت ترقی کی تهی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا هے - ایک براهمن میں لکها هے که فی‌الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں هوتا بلکه زمین کے گهومنے سے دن رات هوتے هیں (۱) - زمانهٔ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث تہواروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بهی رائج تها - نجوم کو بهی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تها - اسی لئے اس کا مطالعه عام تها - عیسوی سے بهی قبل « بردهه گرگ سنگهتا » اور جینیوں کی « سورج پرگیتی » وغیره نجوم کی کتابیں تصنیف هو چکی تهیں - « آشولاین سوتر » « پارسکر گره سوتر » مہابهارت اور « مانو دهرم شاستر » میں جوتش کی کتنی هی باتیں ماخوذ هیں - عیسوی کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل « سوریه سدهانت » تها جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراه مهر نے اپنی « پنچ سدهانتکا » میں کیا هے - وه موجود هے - حال کا « سوریه سدهانت » اس سے جدا اور جدید هے - وراه مهر نے (۵۰۵ ع) اپنی « پنچ سدهانتکا » میں ان پانچ سدهانتوں پولس ، رومک ، وسشٹ ، سور ، اور پتامه کا کرن روپ سے (جس میں علم‌الاعداد هی

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحه ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاٹا چاریہ ، سنگھ چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ، پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ، آریہ بھٹی ، لکھی - اس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۳۳۰۰ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ بھٹ بھی ہوا جس نے ، آریہ سدھانت ، لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ، رومک سدھانت ، غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۰۰۰ع تک کی ذکریاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برہم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ، براہم اسپھٹ سدھانت ، اور ، کھنڈ کھادک ، لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی هے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل هے - اس نے گیارهویں باب میں آریه بهٹ کا تبصرہ کیا هے - اس کے کچھه برسوں کے بعد مشهور عالم للل هوا جس نے اپنے ' للل سدهانت ' میں آریه بهٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے هوے لکها هے که اگر زمین گردش کرتی هوتی تو درخت پر سے اُڑا هوا پرند اپنے گهونسلے میں پهر نه جا سکتا - (1) لیکن للل کو شاید معلوم نه تها که زمین معه ماحول کے گردش کرتی هے - اگر یهه بات اسے معلوم هوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بهدا اعتراض نه کرتا - للل کے بعد همارے دور میں چترویدی پرتهودکا سوامی نے سنه ٩٧٨ع کے قریب برهم گپت براهم سپهٹ سدهانت ' کی تفسیر لکهی - سنه ١٠٣٨ع کے قریب سری پت نے ' سدهانت شیکهر ' اور ' دهی کوتد ' (علم الاعداد) ' بزن نے برهم گپت کے ' کهنڈ کهاد ' کی تفسیر اور بهوج دیو نے ' راج مرگانک ' لکهے - برهم دیو نے گیارهویں صدی کے آخر میں ' کرن پرکاش ' نام کی کتاب مرتب کی -

همارے دور کے آخر میں مشهور جوتشی مهیشور کا فرزند بهاسکراچاریه هوا - اس نے ' سدهانت شرومنی ' ' کرن کوتوهل ' ' کرن کیسری ' ' گره گنت ' ' گره لاگهو '

(1) यदि च भ्रमति क्ष्मा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतन्तः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

'گولا بهاسکر' 'سوریه سدهانت ویاکهیا' اور 'بهاسکر دیپکشتی' لکهے - 'سوریه سدهانت' کے بعد 'سدهانت شرومنی' مستند کتاب مانی جاتی هے - اس کے چار حصے کهلاتی، بهج گنت، گره گنت ادهیاے اور گولادهیاے هیں - پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق هیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق هیں - بهاسکراچاریه نے اس کتاب میں زمین کے گول هونے اور اس میں قوت کشش کے هونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی هے - وه لکهتا هے :-

" کسی دائره کے محیط کا سووان حصه خط مستقیم معلوم هوتا هے - همارى زمین بهی ایک بڑا بهاری کره هے - انسان کو اس کے محیط کا بہت هی چهوٹا حصه نظر آتا هے - اسی لئے وه چپٹا دکهائی دیتا هے " (۱) -

" زمین اپنی قوت کشش کے زور سے هر ایک چیز کو اپنی طرف کهینچتی هے - اسی لئے سبهی چیزیں اس پر گرتی هوئی نظر آتی هیں " (۲) -

---

(1) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں ' سند ہند ' کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور المامون نے ہندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام ' ارض بحر ' رکھا گیا (۳) - چین میں بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - " بروج فلکی کی تقسیم ' شمسی اور قمری مہینے ' ستاروں کی رفتار کا تعین ' طریق الشمس ' نظام شمسی ' زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا ' چاند کی رفتار

---

(۱) ہنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -
(۲) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ، ستاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرہن کا حساب، وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم ہیں" (۱) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو ستاروں کی گردش اور محل وقوع سے انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں - ورِدھ گرگ سنگھتا، میں بھی اس کا کچھ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - تنتر، ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں، شہاب ثاقب، شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی ورِہت سنگھتا، پھلت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکان بنوانے، کنوئیں اور تالاب کھدوانے، باغ لگانے،

(۱) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ -

مورتی قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج ہیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پھلت جوتش ہی پر "برہج جاتک" نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - ستاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا ہی اس کتاب کا خاص موضوع ہے - سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پھلت جوتش کے متعلق "ہورا کھٹ پنچاشکا" نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیریں لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں "رتن مالا" اور "جاتک پدھتی" نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹویں صدی تک ہندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی "ہسٹری آف میتھمیٹکس" میں لکھا ہے "یہ امر قابل غور ہے کہ ہندوستانی علم الاعداد نے ہمارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز هندوستانی هے ' یونانی نہیں - علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور هندوستانی علم حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی هی طرح مکمل هیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برهمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں هیں - بدنصیبی سے هندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی هوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا هے " هندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھہ کر هے - هندوستانی حساب وہ هے جس کا هم آج بھی استعمال کرتے هیں -

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز هوگا - هندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا هے - دنیا میں علم حساب ' نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی هے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد هے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا هے - یہہ ترتیب اهل هند نے هی لگائی اور دنیا کے هر ایک گوشہ میں

پھیلائی - ہندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعیات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے ہندوستانی ایجاد ہونے کے متعلق کچھہ لکھنا بے محل نہ ہوگا -

ہندوستان کے قدیم کتبوں ، وصیت ناموں ، سکوں ، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی ہی تھی جیسی اب ہے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان ہی بنایا جاتا تھا - علیٰ ہذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رہتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دہائی کی عدد لکھہکر اس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھکر اُس کے داهنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ' کبھی وسط میں ' ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسي هی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کي عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کي عدد کے آگے دهائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ' ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ' ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دهائی کی عدد نه هو تو سیکڑے کے بعد ایکائي کی عدد رکھی جاتی تھي - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کي علامت داهنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھي آڑي (یا نیچے کو مڑی هوئی) لکیر جوڑي جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی هی لکیریں - علیٰ هذا ۹۹۹۹۹ لکھنے هو تو ۹۰۰۰۰ ' ۹۰۰۰ ' ۹۰۰ ' ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

هندوستان میں اعداد کا یہه تریقه کب رائج هوا ' اِس کا پته نہیں چلتا ' لیکن اشوک کے سدھاپور ' سہسرام اور روپ ناتھه کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ' ۵۰ '

اور ۹ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تها هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بهی زیادہ پیچیدہ تها - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تهے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انهیں تین عددوں کے بار بار لکهنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تهے - ایک سے نو تک کهنے کے لئے ایک کو نو بار لکها جاتا تها - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کهڑی لکیریں کهینچی جاتی تهیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار' اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکهتے تهے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکهتے تهے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰۰ کے لئے بهی ایک ایک تصویر مخصوص تهی - لاکهہ کے لئے مینڈهک اور ۱۰ لاکهہ کے لئے ایک انسان هاتهہ پهیلائے هوے بنایا جاتا تها - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم‌الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تهی -

فنیشیا کا رسم العدد بهی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بهی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکهنے کی زحمت کو کچهہ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو ' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو ہیریٹک کہتے ہیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی ہیریٹک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے ہیں ' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

ہونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انہیں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد ہندوستان ہے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہٹا دی جاتی ہے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جاتی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھئوں عدد ' ۱ ' ہی کے ہیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ہے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اہل ہند نے اس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی تک قدیم ہندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اہل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے ' پلیچ سدھانت کا ' میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اہل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برہمت سدھانتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ' اقتباس کیا ہے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد هي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۶۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور ایکائی کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر هارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر هارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی ، یونانی ، عربی قومیں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفہ ولید کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (سنہ ۷۰۵-۱۵ع) - اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہہ فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق "انسائکلوپیڈیا برٹنیکا" میں لکھا ہے

"اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ فن عدد کی تخلیق ہندوستان میں ہوئی ہے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھہ جنہیں ایک ہندوستانی سنہ ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا ، یہہ اعداد عرب میں داخل ہوئے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانہ سے اس کا رواج بڑھنے لگا" -

"یورپ میں یہہ مکمل اعداد معہ صفر عیسوی کی بارھویں صدی میں رائج ہوئے اور اُن اعداد سے بنا ہوا علم حساب "الگورتمس" (الگورتھم) نام سے مشہور ہوا - یہہ غیر مانوس نام محض "الخوارزمی" کا لفظی ترجمہ ہے جیسا کہ رنیاڈ نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو "بھارتی پراچین لپی مالا" صفحہ ۱۱۰-۱۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمۃ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوئے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربی یورپ میں میکسمس پلینوڈس نے رائج کیا - 'زیرو' لفظ عربی کے 'صفر' سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے 'صفر' کو 'جفرو' کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : "اہل ہند اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ' اُسی طرح اعداد ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنھیں 'انک' کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اہل عرب بھی ایک هزار تک هی شمار کر سکتے هیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی هے - هندو هی ایسی قوم هے جس کے اعداد ایک هزار سے زائد هیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے هیں جیسے "پرارده" کہتے هیں - میں نے ایک کتاب لکھ کر بتلایا هے کہ اہل هند اس علم میں هم سے کس قدر آگے بڑھے هوے هیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود هیں وہ بیشتر جوتش کے اُنہیں علما کی هیں جن کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے' "براهم اسپھٹ سدهانت' میں باب الحساب اور سدهانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل هیں - اِن کتابوں کے مطالعہ سے معلوم هوتا هے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع' تفریق' ضرب' تقسیم' مربع' مکعب' جذرالمربع' جذرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا هے - اس کے بعد کسر' صفر' رقبہ' تراشک' کام' سود' سود مرکب' اعداد غیر محدود' کٹک اور شریڑھی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود هے -

---

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ہي نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ہمیں الجبر و المقابلہ کے متعلق اصولوں کے بیانات ملتے ہیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا ہوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹس نے بھی ہندوستان میں هي یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ہندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - ہندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات ہیں - ہندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج ہوئے - ہندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادي اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ ہیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کي تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اهل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا ہو -

بھاسکراچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ھے کہ —

ع × ۰ = ع ؛ ۲ = ۰ ؛ √۰ = ۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰

ہندوستان سے ھی جبر و مقابلہ کا علم اھل عرب کی وساطت سے یوروپ پہونچا — پروفیسر مونیر ولیمس کہتے ھیں کہ جبر و مقابلہ ؛ علم خط ؛ اور علم نجوم ہندوستانیوں ھی کی ایجاد ھے (۱) — عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں ہوئی (۲) —

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بھی ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی — قدیم ہندوستان میں علم خط کا ذکر بودھائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ھے — قربانگاھوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا — یگیہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروھت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا ھے — یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا — علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل ھیں جو ھمارے زمانہ تک ایجاد ھو چکی تھیں —

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق — یعنی مثلث قائم الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ھے وتر کے مربع کے —

---

(۱) انڈین وزڈم — صفحہ ۱۸۵ —

(۲) ونے کمار سرکار — ھندو اچیو میٹس اِن اکزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲—۱۵ —

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) √ کی اصلی قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃالاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ، دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برہم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور ملمعی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ، للل ، اریہ بھٹ (ثانی) ، وراہ مہر ، برہم گپت ، مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ، سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ہندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں ' برت پاد ' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاء تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان‌الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجۂ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن ' علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی ہڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوهستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ہوئی ہیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ہیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ہے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - د اشٹانگ سنگرہ ' اور د اشٹانگ ہردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب د اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ ہی ہے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا ۔ اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے " مادھو ندان " نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی ۔ یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے ۔ اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے ۔ برند کے " سدھہ یوگ " میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے ۔ سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے " چرک " اور " سشرت " کی تفسیر لکھنے کے علاوہ " سدھہ یوگ " کی بنیاد پر " چکتسا سار سنگرہ " نام کی کتاب تصنیف کی ۔ ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے " شارنگ دھر سنگھتا " لکھی ۔ اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں ۔ پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا ۔ البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے ۔ علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں " شبد پردیپ " اور " نگھنٹو " مشہور ہیں ۔ ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی ۔ اس زمانہ کی کتابوں میں ہڈیوں ، رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے ۔

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی ۔ " سشرت " میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں—
دوو داس، بھاردواج، اور اشونی کمار—کا ذکر موجود ہے - (۱)
مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے
پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے -
'ونے پٹک' کے مہابگ میں لکھا ہے "اشو گھوش نے ایک
بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا
تھا" (۲) - اس زمانہ میں 'جیوک' نام کا ایک طبیب
جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہابگ میں
موجود ہے - اس نے بھگندر، امراض سر، کاملا وغیرہ مزمن
امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - 'بھوج پربندھ'
میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے -
نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر
اہل مقدرت کے لئے چاندی، سونے یا تانبے کے اوزار بھی
استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ
انہیں تیز، چکلے، مضبوط، خوشنما اور آسانی سے پکڑے
جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا کاموں کے لئے
مختلف آلات کی دھار، قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا
ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے
صاندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

---

(۱) यदयातं दिवोदासाय वर्तिं भारद्वाजायाश्विनाहयन्ता। ऋग्वेद म० १ ११६-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے ہوتے تھے - قطع کرنے والے، چیرنے والے، پانی نکالنے والے، رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے، دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے، فصد کھولنے والے، نشتر لگے ہوئے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - ہمارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تورہ قسمیں بتلائی ہیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی ہے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رہیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر، بھگندر، امراض رحم، امراض بول، امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ ہیں برن وستی، وستی یلتر (سبیلہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ)، پشپ یلتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے)، شلاکا یلتر، نکھ آکرت، گربھ شنکو، پرجان شنکو (زندہ بچے کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ، سرپ مکھ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال هوتا تها - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تها کہ وہ زهریلی تو نہیں ھے - غشي کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دي جاتي تهی - ناسور اور پهوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال هوتا تها - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑهہ کے مرض میں کیا جاتا تها - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا هے وہ یہي هے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تها - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تهے - دانت اکهاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا هے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تها - دودهہ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تها جسے کمل نال کہتے تهے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بهی اُنہیں کمال تها - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکها هے کے یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں هندوستان والوں نے اچها کر دیا (۲) - آماس

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحي کے شائق هوں وہ ناگري پرچارني پترکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چهپے هوئے ' پراچین شلیہ تنتر ' مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) وائز - هسٹري آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا ' گج آیورید ' گج درپن (ہاتھیوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برہسپت کی تصنیف گج لکشن ' گووید شاستر (مویشیوں کا علاج ' چےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل ' کی تصنیف شالی ہوتر شاستر ' اشو تنتر ' گن کی تصنیف اشو آیور وید ' اشولکشن ' وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہہ کتابیں زیادہتر ہمارے ہی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل ' (۲) پیدائش ' (۳) اصطبل کا انتظام ' (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات ' (۵) ان کے عیب و هنر ' (۶) ان کے جسم اور اعضا ' (۷) ان کی بیماری اور علاج ' (۸) ان کے فصد کھولنے ' (۹) ان کی خوراک ' (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے ' اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ہی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ہیں اور قریباً ۲ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ہے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ہیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ہیں - ساتویں دن وہ کالے ہو جاتے اور دو ہفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ہیں - تین ہفتہ میں ان کے دانتوں میں زہر پیدا ہو جاتا ہے - سانپ ۲ ماہ میں کینچلی چھوڑتا ہے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ہوتے ہیں - ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماہر ہے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱) -

ہمارے دور میں جین عالم ہنس دیو نے ”مرگ

(۱) ونے کمار سرکار - ہندو ایچیومنٹس ان اِگزیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہتر غاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، ہرن، گیدڑ، بندر، چوہا، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھ، ہنس، باز، سارس، کوا، اُلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چھوٹے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) ۔

شفاخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے ۔ فاہیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں ۔ انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے ۔ یوروپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ولسلٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا ۔ ہیونسانگ نے بھی تکش شلا ، متی پور ، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) ۔

ہندوستانی آیوروید کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے ۔ لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا " مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ہے اور پنڈت وی وجے راگھواچاریہ ، ترپتی مدراس سے مل سکتی ہے ۔

(۲) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ ۔ ۲۰ ۔

وهاں سے یوروپ میں داخل هوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل هو کر ابھی تک قائم ھے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوهے هندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پرفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتنی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا ھے - هارون رشید نے کئی هندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے هی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا مرہون ھے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هر بلاس سارا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۲۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۵۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا - "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے" - سرولیم ہنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب، اندرونی اعضا، پٹھوں، رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی، نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھہ ہدائتیں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطبا قدیم عضو قطع کر سکتے تھے، پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق، بھگندر، بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوے لکھتے ہیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھہ سیکھہ سکتے ہیں، مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی" (۲) -

---

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۰۱ -
(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں - یعنی دولت، مذہب، خط نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ہے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفوں کے نام بھی دئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہ ہیں :- اودالک (اُدالک کا بیٹا) شویت کیتو، بابھرو، دتک، سوبرن نابھ، گھوٹک مکھ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفوں کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الھر، کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ہے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زبان بازاری ، زبان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں - ان ابواب سے واضع ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ، اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے " رتی رھسیہ " لکھا - آج کل کے ہندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ہیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھ کے معاصر جیوتریشور نے " پنچ سایک " نام کی کتاب لکھی - بودھ عالم پدم شری کا لکھا ہوا " ناگر سربسو " بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے - ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ہندوستان نے زمانہ قدیم سے ہی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ہی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے - شارنگ دیو کی " سنگیت رتناکر " اس فن کی مستند تصنیف ہے - مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماہروں کے نام دئے ہیں - سداشیو، شیو، برہما، بھرت، کشیپ، متنگ، یاشتک، درگا، شکتی، نارد، تمبرو، وشاکھل، رمبھا، راون، چھتر راج، وغیرہ - اس سے ثابت ہوگا کے ہمارے دور کے قبل موسیقی رفعت کے کس درجہ تک پہونچ چکی تھی -

ہمارے دور میں بھی موسیقی پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں جو آج مفقود ہیں - مگر ان کا پتہ شارنگ دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا ہے - مندرجہ بالا ناموں کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع)، نان دیو (۱۰۹۶ ع)، سومیش (۱۱۷۰ ع)، راجہ بھوج (اکیارھویں صدی)، پرمردی (چندیل - ۱۱۲۷ ع)، جگدے کمل (۱۱۳۸ ع)، لوامت، ادبھٹ (۸۰۰ ع)، شلنک، ابھی نوگپت (۹۹۳ ع)، اور کیرتی دھر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بھی لکھے ہیں - سنگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سنگھن کے دربار کے استاد شارنگ دیو نے تیرھویں صدی کے آغاز میں لکھا تھا - اس لئے وہ ہمارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان ہے - اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر، باجوں کی چار قسمیں، سروں کی آواز، اور قسم، تال، لے، زمزمہ، گٹکری، راگ، گیت وغیرہ کے عیب و ہنر، رقص اوز اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور صدہا امور کا بیان کیا گیا ہے جن سے ہمارے زمانہ کے فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا ہے -



(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

صفحہ ۱۵۷

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشٹادھیائی کے مصنف پانینی (سنہ ۴۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونٹل، کوہل وغیرہ اساتذۂ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھووبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدہا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنینانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے "نیتی شاستر" یا "ڈنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالآرا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوٹلیہ کا ارتھ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہ کتاب ہمارے دور سے

تبدیل کی هے اس لئے هم اس پر بحث نہیں کرنا چاهتے -
مگر اس میں کوئی شک نہیں که دنیا کی تاریخی
تصانیف میں اس کا پایه کسی کتاب سے کم نہیں هے -
همارے دور کے آغاز میں کامندک نے ' نیتی سار ' نام
کی کتاب نظم میں لکھی - کامندک نے کوتلیه کو اپنا
استاد تسلیم کیا هے - دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے
' نیتی واکیامرت ' نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی
کتاب لکھی - ان سیاسی تصانیف میں قوم ' قوم کے
ارتقا کے مختلف اصول ' سلطنت کے سات حصے ' راجه '
وزیر ' مجلس ' شوری ' قلعه ' خزانه ' سزا ' اور اتحاد ' راجه کے
فرائض اور اختیارات ' جنگ و صلح وغیره کتنی هی کار
آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا هے - اس کتاب کے علاوه
ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول
درج کئے گئے هیں جن میں ' دش کمار چرت ' کراتارجن '
اور ' مدرا راکشس ' خاص طور پر قابل ذکر هیں -

قانون

شعر ' فلسفه ' صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی
تصانیف کی بھی کمی نه تھی - هندوستان کی سیاسی
تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر هے کیونکه
قانون اور سیاست باهم مربوط هوتے هیں - ملکی ترقی کا
ذکر هم آینده کریں گے -

سنسکرت کا "دھرم" ایک جامع لفظ ہے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذہب دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں - ہمارے دھرم شاستروں میں مذہبی قواعد ہی نہیں، ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ہیں - ہمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتی سا وقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ہمارے دور کی تفسیروں میں "میگھا تتھی" (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ہیں - اس اسمرتی کا نفاذ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ جاوا، برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ہوا تھا - ہمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ہے - اس کے تین ابواب ہیں (۱) آچار ادھیائے (شرع)، بیوہار ادھیائے (عمل)، اور پرائشچت ادھیائے (کفارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض، حلال و حرام، زکوۃ، شدھی، رد بلا، راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ہے - بیوہار ادھیائے میں قانون سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ہے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے، الزام، شہادت، صفائی، قرض کا لین دین، سود، سود در سود، تمسک اور دیگر تحریرات، شہادت اولی، قانون متعلق وراثت، عورتوں کے جائدادی حقوق،

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی تعلقات، مشاہرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرائشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے 'متاکشرا' نام سے لکھی - متاکشرا کواس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت، شنکھہ، دیول، وشنو، وسشٹ، یم، ویاس، برھسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں 'اسمرتی کلپ‌ترو' ایک کتاب لکھی - یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑی کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھ‌شاستر میں اس کے لئے 'وارتا' نام آیا

هے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب هیں ' لیکن زمانہ سابق میں ' پیداوار ' هی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم هی اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئی ہو - ہاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بیشمار تصانیف موجود هیں - زراعت کے متعلق ' پاراشر ' بوکشا ' برکش درهد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند ' کرشی پدهتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود هیں - فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراساداترکیرتن ' چکر شاستر ' چتریت ' جلارگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن ' رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل هیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادهکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بهرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دهار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ ' مے شلپ ' اور ' وشو کرمی شلپ ' خاص طور پر قابل ذکر هیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ' زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موضع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاسپ میں مندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں "رتناوی پریکشا"، "رتن پریکشا"، "منی پریکشا"، "گیان رتن کوش"، "رتن دیپکا" اور "رتن مالا" خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہ خاص ہیں - "لوہ رتناکر"، "لوہارنو" اور "لوہ شاستر" - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب "چھیتر گنت شاستر" موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

پتا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ہیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا ' برہما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ہینیان بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں پہونچے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں - ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتک اور اپبھرنش -

ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی ہے -
اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت
نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے
درجہ کے ملازم مثلاً دھیور ، سپاہی ، بدیشی ، جین سادھو
اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی ہیں -
" ابھگیان شاکنتل " " پربودھہ چندرودے " بینی سنگھار " اور
" للت بگرہ راج " میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر
آتی ہے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد
کئی قسمیں ہو گئیں جن میں خاص " اردھہ ماگدھی "
ہے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط ہو جانے سے ہی
یہہ نئی قسم پیدا ہو گئی - جینوں کے آگم نام کی
مذہبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں ہیں -
" پئومچری " نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا
گیا ہے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے
ملک کی زبان تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور
مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا
گیا ہے - " رتناولی " " ابھگیان شاکنتل " اور " مرچھہ کٹک "
وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود ہیں - اس بھاشا
میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی
بہت سی مذہبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی ہیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا ۔ اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا ۔ حال کی ستسئی (سپت شتی) ' پرور سین کی تصنیف ' راون وہو ' (سیت بندھ) ' واک پتی راج کی تصنیف ' گوڑوہو ' ۔ اور ہیم چندر کی تصنیف ' پراکرت دویاشرے ' وغیرہ نظموں اور ' وجالگ ' نام کی لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ہیں ۔ راج شیکھر کی ' کرپور منجری ' میں جو خالص پراکرت کا سٹک ہے ' ہری اُدھ (ہری بردھ) اور نندی اُدھ (نندی بردھ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ہیں ۔ مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا ۔ مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا ' کورم شتک ' اور دوسرا ' کورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں ۔ یہ دونوں بھوج کے بنوائے ہوے ' سرسوتی کنٹھہ آبھرن ' نامی پاٹھہ شالہ میں پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے ۔ مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے ۔

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور هندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تهی - اس کی مشہور کتاب گناڈهیه کی کتاب " بریہت کتها " هے جو اب تک دستیاب نہیں هوے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں هوے جو چهیمیندر سوم دیو نے کئے تهے -

آونتک

آونتک بهاشا مالوہ کی عام زبان تهی - مالوہ کو اونتی کہتے تهے - اس کو بهوت بهاشا بهی کہتے تهے - " مرچهه کٹک " ناٹک میں اس بهاشا کا استعمال کیا گیا هے - راج شیکهر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا هے جس سے معلوم هوتا هے کہ یہه بهاشا اجین (اونتی) پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تهی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رهتی تهی راجپوتانہ هوتے هوے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن هے پیشاچی بهاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وهاں رائج هو گئی هو اور وقت کے ساتهہ اس میں کچهہ تبدیلیاں هو گئی هوں - اس بهاشا کو پیشاچی بهاشا کی هی ایک شاخ سمجهنا چاهئے -

اپ بهرنش (مغلرما)

اپ بهرنش بهاشا کا رواج گجرات، مارواڑ، جنوبی پنجاب،

راجپوتانہ، اونتی، مندسور وغیرہ مقامات میں تھا۔ در اصل اپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے، بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے اپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے۔ راجپوتانہ، مالوہ، کاٹھیاواڑ اور کچھ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں۔ قدیم ہندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلی ہے۔ اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ‌تر منظوم ہیں۔ ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے۔ اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب ‘بھوی سیتکہا’ ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا۔ مہیشورسوری کی لکھی ہوئی ‘سنجم منجری’، پشپ دنت کی تصنیف ‘تستھ مہاپورش گن النکار’، نیمندی کی لکھی ہوئی ‘آرادھنا’، یوگندر دیو کی تصنیف ‘پرماتم پرکاش’، ہری بھدر کی رقم کردہ ‘نیمی ناہ چریو’، وردت کی ‘ویرسامی چریو’، ‘انترنگ سندھی’، ‘سلساکہاین’، ‘بھوی کتمب چرتر’، ‘سندیش شتک’ اور ‘بھاونا سندھی’ وغیرہ بھی اِسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱)۔ اِن کے علاوہ سوم پربھ کے ‘کمارپال پربودھ’، رتن مندر منی کی ‘اُپدیش ترنگنی’، لکشمن گنی کی ‘سپاسناہ چریم’۔ کالی داس کے

---

(۱) بھوی سیت کہا، دیباچہ صفحہ ۲۹-۳۱ (گائکواڑ اورینٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

' وکرم اُروشی ' (چوتھا ایکت) هیم چندر کے ' کمار پال چرت ' ' کالکا چاریہ کتھا ' اور ' پربندھہ چنتا منی ' وغیرہ میں جا بجا آپبھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا ھے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپبھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی ھیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے ھیں - اُن سے معلوم ہوتا ھے کہ اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا - اُن مثالوں میں حسن و الفت ' شجاعت ' رامائن اور مہابھارت کے ابواب ' هندو اور جین دھرم ' اور ظرافت کے نمونے دئے گئے ھیں - اِس بھاشا کو جینوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی - همارے دور کے کچھہ پہلے ور روچی نے ' پراکرت پرکاش ' نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری ' شورسینی ' پیشاچی اور ماگدھی کے قواعد کا ذکر کیا ھے - لنکیشور کی لکھی ہوئی ' پراکرت کام دھینو ' مارکنڈیہ کی بنائی ہوئی ' پراکرت سربسو ' اور چنڈ کی لکھی ہوئی ' پراکرت لکشن ' بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں ھیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن ' سدھہ هیم چندر انوشاسن ' لکھتے ہوے اس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا - اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ہے - اِسی طرح پیشاچی ، چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ہے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کے طور پر جملے یا پد دئے ہیں ، لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھن پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اہلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ہے - مگر ہیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ہے - ہیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرہنگ ' دیشی نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں ، پھر تین حروف کے ، بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

ہیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد
ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے " ابھی‌دھان
پدیپکا " نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں
امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے
بعد جنوبی ہند کی دراوڑ بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی
ضروری ہے - دراوڑ بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت
محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق
تامل بھاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے -
اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں
کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن " تول کاپ پیم "
ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا
کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان
کی سب سے پرانی کتاب " نال دیار " ملتی ہے - پہلے یہہ
بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی
باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو ولّوکر کا
" کرل " ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف " چنتامنی " کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ھمارے دور کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پولکیھار	کل‌ولی‌ناڈپتو	ساتویں صدی
جے کونڈان	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدی
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	''

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا - زمانہ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ھو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں هوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑی

تامل کی طرح کنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے هی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود هیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجه اموگھه ورش (اول) نے نویں صدی میں "عروض" پر "کوی راج مارگ" لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذهبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود هیں - ان میں سب سے معرکه کی کتاب لنگایت فرقه کے اول مرشد بسو کا بنایا هوا "بسو پران" هے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز هے - کوی پمپ کا "پمپ بھارت" یا "وکرم ارجن وجے" همارے دور کی شاعری کی یادگار هے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمه بھی همارے هی دور میں کیا - اس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے هوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبه میں مروج هے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب هے - اس کی پرانی

---

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحه ۳۳۳ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ
راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں
مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیمگاہوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیمیافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک مٹھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیمگاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم مٹھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پانچ ہزار متھ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تھے - ہیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱) - ذی علم براہمنوں کے مکانات اور جین سادھوؤں کے گوشے چھوٹے چھوٹے پاٹھ‌شالاؤں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے ہندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے ہی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی ہمسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالندہ ' تکش شلا ' وکرم شیل ' دھن‌کٹک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - ہیونسانگ نے نالندہ کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں - اس سے اُس زمانہ کے تعلیم‌گاہوں کا کچھہ علم ہو جائے گا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدھہ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

---

(۱) رادھا مکند مکرجی ! ہرش صفحہ ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطیے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے پہاڑ اور مٹھ بنے ہوئے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمطالعے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھ علما اور مبلغین کی سکونت کے لئے چو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں، چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھ بڑے بڑے ادارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے برعکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز، کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھ ادبیات کے علاوہ وید، ریاضیات، نجوم، منطق، ویاکرن، طب، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رصدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

---

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۶۸ -

آپنی کھوٹی مکندھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے ھی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس هزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ہے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - هرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالندہ سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض‌بار جامعہ کی ہستی خاک میں مل گئی -

جامعہ تکش شلا

هندوستان میں تکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتنجلی، چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اتالیق تھے - سب سے عظیم‌الشان بھی یہی ادارہ تھا - اس میں داخلہ کے لئے ۱۲ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - "مہاست سوم جاتک" میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو ادارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اس میں کچھہ مضامین

یہہ ہیں: وید، اٹھارہ علوم، (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے)، ویاکرن، صناعی، فن حرب، ہاتھی کا علم، منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ہوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانڈنی کی ” اشٹ ادھیائی “ حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد ” دھاتو پاٹھہ “ پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں، دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جیادتیہ اور ورامن کی

" کاشکا ورتی " کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تهی – اِتسنگ لکهتا هے کہ هندوستان میں تحصیل کے لئے آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر مطالعہ کرنا پڑتا هے – یہہ ساری کتابیں حفظ هونی چاهئیں – اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و نثر لکهنے کی مشق شروع کرتے تهے اور منطق و لغات میں مصروف هو جاتے تهے – " نیائے دوار تارک شاستر " (ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے انہیں صحیح استدلال اور " جاتک مالا " کے مطالعہ سے ادراک کی قوت پیدا هوتی تهی – اتنا پڑهہ چکنے کے بعد طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تهی – لیکن ویاکرن کا مطالعہ جاری رهتا تها – اس کے بعد مہا بهاشیہ پڑهایا جاتا تها – بالغ طالب علم اسے تین سال میں ختم کر لیتا تها ، بعد ازاں بهرت هری کی تصنیف کردہ مہا بهاشیہ کی تفسیر " اور " واکیہ پردیپ " پڑهائی جاتی تهی – بهرت هری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں لکهی – اُس کی تفسیر دهرمپال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں کی تهی – اس کے پڑهہ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن میں منتہی هو جاتا تها – هیونسانگ نے بهی نصاب تعلیم کا ذکر کیا هے – ویاکرن کے فاضل هونے کے بعد منتر ودیا منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تها – اس کے بعد علم شفا کی تعلیم هوتی تهی – ما بعد نیائے اور آخر میں ادهیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) – اِتسنگ لکهتا هے " آچاریہ

" جین " کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور
گن پربھہ نے " ونے پٹک " کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا " (١) -
یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے
تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے
تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں
مصروف ہو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی
جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں
بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی
پوری تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ
وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذھبی معاملات میں آزاد
خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا
ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات
کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف
زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جلس طلبا کی دل‌شکنی
نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کی کوشش
کرتے ھیں (٢) -

علما میں علمی مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے -

---

(١) تاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن انڈیا - صفحہ ١٦٥ - ١٨٢ اور واٹرس آن
یوون‌چانگ ٹریولس جلد ١ - صفحہ ١٣٥ - ٥٥ -
(٢) واٹرس آن یوون چانگ ٹریولس جلد ١ - صفحہ ١٦٠ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا – انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی –

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا – فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی – بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا – یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا – ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانہ کاشی میں ہوتا ہے –

تیسری تقریر

نظام سلطنت ، صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم هندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں "گن راج" بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھہ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاسیت بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - همارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی هیں - هرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلپھکوں ، هیونسانگ کے سفر نامے اور هرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھہ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ هوتا تھا ، جس کے هاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات هوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی هرش فرض شناس ، هر دل عزیز ، اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش هوگی - میں تجویز کرتا هوں کہ اُسے راجہ بنایا جائے - هر ایک

رکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجه بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے که مجلس شوریٰ کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبه کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا هے مثلاً امور خارجه ' شعبه حربیه ' شعبه عدالت ' شعبه مالیات وغیرہ خاص هیں - راجه کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ همیشه مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہه اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجه کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نه کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصه سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق هے (۱) -

راجه کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانه میں براهمنوں اور دھرم گروؤں کا اثر راجه پر بہت زیادہ هوتا تھا - وہ سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دھیان نه دیتا تھا بلکه ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحه ۱٦۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی "شری کنٹھہ چرت" سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل؛ اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے "بھکتی" (صوبہ) "وشے" (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچایتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچایتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق . تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا ۔

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ؛ مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں ۔ انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی ۔ اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں ۔ براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے ۔ بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی ۔ چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے ۔ ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے ۔ جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں ۔ عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں ۔ دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے ۔ مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے ۔ زراعت و فلاحت ، آبپاشی ، تجارت ، مندر ، عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں ۔ کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے ۔ اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی ۔ یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتی تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آبرسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مخرج بیکار نہ ہونے پایا تھا - نہروں تالابوں اور کنووں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد، اراکین کے عام انتخاب، شاخ سبھاؤں کی تنظیم، آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵۶ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۱۹۰۴-۵ صفحہ ۳۵-۱۴۲

جانب سے لا پرواہ هو گئی - سلطنت میں چاهے کتنے هی بڑے انقلابات هو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ هوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رهتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ هوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ هونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات هوئے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی هوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - هرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا ھے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا ھے - براهمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن هوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اهلکار هوتے تھے -

---

(۱) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ ولکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے ' جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کی سیاسی حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائداد کی وارث ہوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ہوئی جائداد پر لڑکی کا کامل حق ہوتا تھا - ملو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمراٹ کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنہیں مہاراجہ ' مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمراٹ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے ' جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو ' اُپرک مہاراج ' کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا ' آیکتک ' کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشٹھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو ' راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

(।) सुद्रा शुद्ध' क्रिया शुद्ध' भुक्ति शुद्ध' सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्ध' च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بلشی راجہ رتھہ راج کاھیہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵)
ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے ہیں - جیسے مہتر (دیہی سبھا کے رکن) - گرامک (گانوں کا خاص حاکم)، شولکک (محاصل وصول کرنے والا اہلکار)، گولمک (قلعوں کا منتظم)، دھروادھی کرن (زمین کے محاصل کا افسر)، بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی)، تل واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہلکاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ہے - موجود کلارک کو اُس زمانہ میں "دِوِر" یا "لیکھک" کہتے تھے - کرنک حال کے رجسٹرار کا کام کرتا تھا - ان عہدہداروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ہوتے تھے - "دنڈپاشک" چوروددھرنک" وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ہوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ہوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہہ محاصل غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - "ملڈپکا" (چلگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاہوں پر آنے والے مال، یا دوسری سلطنت سے آنے والی چیزوں پر بھی محصول درامد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامنی ونائک وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸-۱۴۱ اور رادھا کمد مکرجی - ہرش - صفحہ ۱۰۳-۱۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں ' جیسا هیونسانگ نے لکھا ھے - اس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ھے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذهبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رهتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں ان پیمانوں کا ذکر کیا گیا ھے جیسے ' مان دنڈ ' ' نورتن ' ' پداورت ' وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی هاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے ہوے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - ھرش - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) واٹرس هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۳۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ' کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساٹھ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھ گھوڑے تھے - ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی ' گھوڑے ' رتھ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجیہ ' بنایو ' سندھیہ '

---

(۱) واٹرس ہیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۰-۱۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ہیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ہوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ہوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ہیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ہے - ملایا ' جاوا ' بالی وغیرہ جزیروں میں ہندوؤں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم ہونے کا پتہ چلتا ہے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - اسٹریبو نے ہندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ہے - بحری فوج کے موجود ہونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ہوے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ہے - ہر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ہوتے تھے - کل فوج کا افسر "مہا سینا پتی" "مہا بل ادھیکش" یا "مہابل ادھیکرت" کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو "بھٹاشو سینا پتی" کہتے تھے - سواروں کے افسر کو "برھدشوار" اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو "زن بھنڈا گار ادھی کرن" کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھی لیکن انتظامی عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھی اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص میں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - هرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولنکی ' پال ' سین ' پرتیہار ' جادو ' گوهل ' راٹھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھی - صدہا ریاستوں میں

---

(۱) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۲۲-۵۵ -

(۲) رادھا کمد مکرجی - هرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی ـ قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا ـ ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں ـ اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی ـ ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا ـ سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں ـ راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا ـ رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی ـ راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں ـ ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا ـ راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا ـ کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی ـ اس وقت تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے ـ گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ، پروہت ، مہا دھرم ادھیکرن (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ ، مہا ساندھی وگرہک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ، مہا سیناپتی (سپہ‌سالار) ، مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی) ، مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ، وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی ـ ان عہدوں کے نام کے ساتھ « مہا » کے استعمال سے واضح ہوتا ہے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رکھتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھہ ریاستوں میں محض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا ہے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ہی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں " پراڈ وواک " (افسر عدالت) ہی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ہے " کوی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - انھیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براهمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براهمن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ہاتھہ اور داهنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کیا جاتا تھا " - اس سے تحقیق ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

---

(۱) چنتامنی وناٹک وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۲۴۳-۵۴ -
(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۶۰ -

فوجی انتظام میں کچھہ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم ہوتا جاتا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جاتا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے تامب پتروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بڑی سینا پتی ' ہاتھی ' گھوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رہتے تھے - (۱)

باہمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تھا - سندھہ تو آٹھویں صدی ہی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارھویں صدی تک پنجاب بھی لاہور تک اُن کے ہاتھہ میں جا چکا تھا - بارھویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ہو گئی اور کچھہ عرصہ بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ہو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ہندو ریاستیں تباہ ہو گئیں -

مالی حالت

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا ' دنیاوی

---

(۱) سی وی وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحہ ۲۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاھتے ھیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

هندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ھوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ھر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ' تالابوں اور کنووں کے ذریعہ سے سنچائی ھوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ھے جس کا نام ' سُویہ ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وھاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جہیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ھی نہیں ' اُس نے ھر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ھے - اِسی معائنہ کے مطابق ھر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ھے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ھے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ھوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ھو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندھ بنوایا تھا - راجندر (۱۰۱۸-۳۵ع) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریا کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہت سے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سنچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیسلا وغیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بنوائے تھے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھ یہہ رواج لنکا

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

میں بھی داخل ہوا - پراکرم باھو (۱۱۵۰ع) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائی - اس سے قیاس کیا جا سکتا ھے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتی شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ھندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ھندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتی اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین‌الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتی مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کی طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ھند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق‌دار نہ تھا - اُجین شمالی ھند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ھندوز صفحہ ۱۰۳-۱۰۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں ھندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھینیز نے تفصیل کے ساتھ کیا ھے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی ھذا اور بھی کتنے ھی بڑے بڑے شہر ھندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

ھندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے ھوتی تھی - بڑے بڑے بجرے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فلیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھ ھندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانہ ما بعد کی بات ھے - ھرش نے ھیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ ھزار ھندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا ھے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ ھی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ھندوز صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اہل ہند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اِسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق ہندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو ہزار برس قبل بھی جہاز رانی سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکی راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آسانی کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہہ سڑکیں کچھہ کم اہم نہ تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہہ راس کماری تک جاتی تھی جسے چورڈیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی - ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولی سڑکیں تو ہر چہار طرف تھیں - (۲) خشکی راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ' خارجی تجارت بھی ہوتی تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا ہے - خشکی راستہ سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) ہر بلاس ساردا - ہندو سپیریارٹی صفحہ ۳۶۴ -

(۲) ونے کمار سرکار کی کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ ہندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) انسائکلو پیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے کہ یوروپ کے ساتھ ہندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱ — ہندوستان سے پہلے ماٹرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲ — ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوئے بحر کاسپین اور وہاں سے وسط یوروپ - (۲)

ہندوستانی تجارت

ہندوستان سے زیادہ‌تر ریشم، چھینٹ، ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے، اور ہیرا، موتی، مسالے، مور کا پر، ہاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کیے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے ہندوستانی ململ نکلی ہے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث ہندوستان اتنا فارغ‌البال ہو گیا تھا - پلینی نے لکھا ہے کہ روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) ہندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپیہ ہندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ ع -
(۲) انسائکلو پیڈیا برٹانیکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -
(۳) پلینی - نیچرل ہسٹری -
(۴) انسائکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۱۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار ' کاشی ' اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتی وقعت کچھ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زمانتا ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے ' لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ ' چھینٹ ' شال ' دوشالے ' وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہاںتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقه اهل هند کو زمانه قدیم سے معلوم تها - زراعت کے سبهی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے بنتے چلے آتے تهے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تهی که مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بهی فنیشیا بهیجا جاتا تها - ڈاکٹر رائے نے لکها هے " دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی هے، لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یه فن سیکها تها اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا " - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون هے - اتنا بڑا ستون آج بهی یوروپ یا امریکه کا بڑے سے بڑا کارخانه نهیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑهه هزار سال گزر گئے هیں، پر وه موسمی تغیرات کا دلیرانه مقابله کر رها هے، یہاں تک که اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکهتی - دهار کا " چے استمبهه " (یعنی ستون فتح) بهی ایک قابل دید چیز هے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کهنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا هے - اس کا ایک چهوٹا سا تیسرا کهنڈ بهی مانڈو سے ملا هوا هے - اس زمانه کے راجه اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تهے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے هوے مسز میننگ نے لکها هے که آج

---

(۱) هر بلاس سارڈا - هندو سوپیریارٹی صفحه ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوھے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ھوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ھوتا تھا - بھانت بھانت کے جواھرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ھیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ھیں - اُن میں کئی ورق بنے اور ھیرے کے بنے ھوے ھیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ھوے ھیں - جواھرات اور قیمتی پتھر کی بنی ھوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ھیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ھے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ھوا ایک چھوٹے منھہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ھے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ھوئی ھے - سونے کی بنی ھوئی کئی مورتیں اب تک موجود ھیں - پیتل یا ھشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ھی مندروں میں موجود ھیں - اس سے یہہ ثابت ھوتا ھے کہ ھندوستان میں کہان سے دھات نکالنے اور انھیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۵ -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے ہندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ہے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ہاتھی دانت اور سنکھ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - اسٹیورنس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ہیں کہ اہل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے ہیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت ہی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رہتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - آئین بھی ان جماعتوں

(۱) اسٹیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲۱۲ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اهل حرفه یا دستکاروں هی کی نه هوتی تهیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بهی بنی هوئی تهیں - گوتم، منو اور برهسپتی (سنه ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود هے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا هے - راجندر چول (گیارهویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کی پنچائت کو ۹۰ بهیڑیں اس غرض سے دی گئی تهیں که وه ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گهی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که وکرم چول کے زمانه میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تهی - پنچائتوں کا یهه طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تها - بودهه تذکروں میں بڑی بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بہت سی پنچائتیں موجود تهیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تها - اسی طرح کول، گندهی، دهانک وغیره پیشهوروں کی پنچائتیں بهی قائم تهیں - یهه پنچائتیں بینکوں کا کام بهی کرتی تهیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انهیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تهی - (۱)

---

(۱) دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تهیوریز آف دی هندوز - صفحه ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا ۔ پہلے ہندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا ۔ دوکاندار بھی تبادلہ ہی سے خرید فروخت کرتے تھے ۔ سلطنت کی طرف سے اکثر اہلکاروں کو مشاہرہ بھی غلہ ہی کی صورت میں دیا جاتا تھا ۔ سرکار بھی لگان غلہ ہی کی صورت میں لیتی تھی ۔ اس انتظام کے باعث ہندوستان میں سکے بہت کم بنتے تھے ۔ سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی ۔ ہر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا ۔ سکے بیشتر سونے ، چاندی یا تانبے کے ہوتے تھے ۔ زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا ۔ لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ ہوتا تھا ۔ صرف ان کا وزن معین ہوتا تھا ۔ ہاں ، ان پر آدمی ، جانور ، پرند ، سورج ، چاند ، دھنش ، تیر ، مینار ، بودھی درخت ، منگل ، بجر ، ندی ، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے ہوتے تھے ۔ یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچائتوں کی طرف سے ۔

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ہیں جو مالو قوم کے ہیں ۔ ان کے بعد یونان ، شک ، کشن اور چھتریوں کے سکے ملتے ہیں ۔ یہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش ہیں ۔ ان کے سکے سونے ، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھتریوں کی نقل کی - ایک طرف چھتریوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ہنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاوار ' مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - سانویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش ' گوہل بنسی ' پرہار بنسی ' تور بنسی ' ناگ بنسی ' (نرور کے) کاھڑوالوں ' راشٹر کوٹوں ' (دکن کے) سولنکیوں ' جادووں ' چوہانوں (اجمیر اور سانبھر کے) ' اُدبھانڈپور (اوہند) ' وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج هندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

هندوستان کی مالی حالت

هندوستان اپنی زراعت ' تجارت ' حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی ' جس کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں ' سے بھی یہی معلوم هوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برآمد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے ' نیلم ' موتی اور پنا کی کھانیں تھیں - مشہور کوہنور هیرا بھی اس زمانہ میں هندوستان میں تھا - پلینی نے هندوستان کو هیرے ' موتی اور دیگر جواهرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ هندوستان هیرے ' موتی ' مونگے ' لال ' اور متعدد قسم کے دیگر جواهرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

به افراط هوتا تها - لوها ' تانبا اور سیسه به کثرت نکلتا تها - چاندي زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تهی اس لئے مہنگی هوتی تهي - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ گنی هوتی تهي جو همارے زمانه کے آخر تک سوله گنی هو گئی تهي -

ملک کی یهه خوشحالی همارے زمانه کے آخری حصه تک قائم رهی - سومناتهه کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی هي جواهر نگار مورتیں تهیں - قریب هی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تهی جس کے ساتهه گهنٹے بندهے هوتے تهے - محمود غزنی اسی مندر سے ایک کرور سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متهرا وغیرہ مقامات سے بهی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر هندوستان کی معاصرانه خوشحالی کا اندازہ مقصود هو تو اس زمانه کے بنے هوے سیکڑوں عالي شان مندروں کو دیکهنا چاهئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواهر نگار هیں -

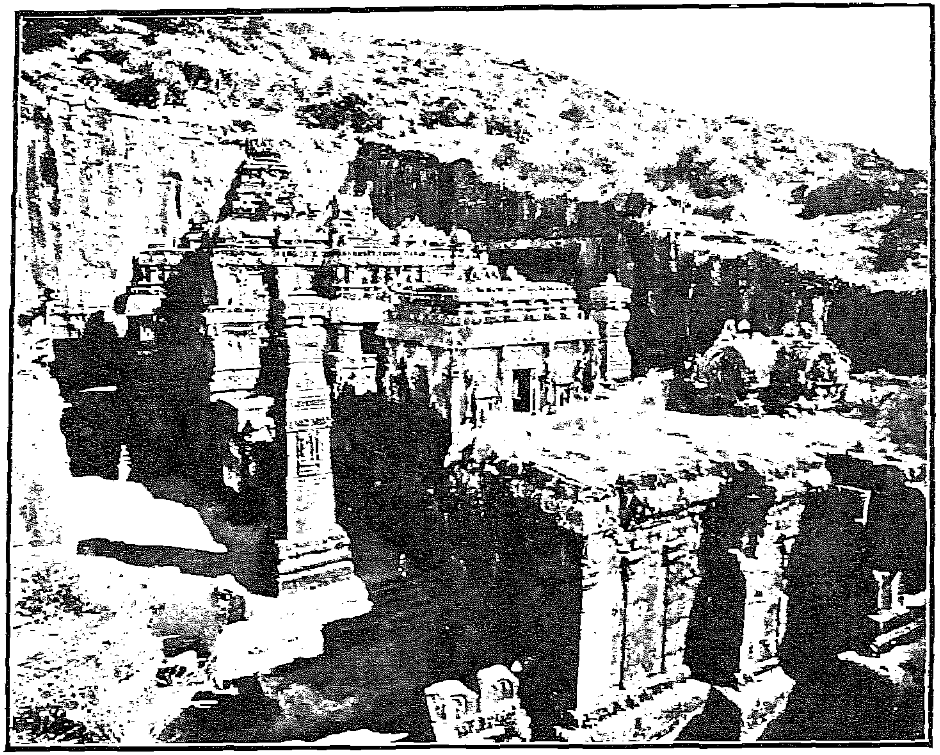
صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے هیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - همارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذهبی جذبات کے زیر اثر هوا هے - بودهه میلار ' چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے ہیں - مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام ہونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر ہوے جن کی صناعی قابل دید ہے - مینار بھی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ' اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے ' اور اُن کے چاروں طرف اُتنے ہی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانچی اور بھرہت کے مینار خاص ہیں جو مسیح کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے ہیں - اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات ' دھرم چکر ' بودھی درخت (شجر معرفت) ' ہاتھی وغیرہ ' اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش ہیں -

غار

ہمارے یہاں پہاڑوں کو کاٹکر دو طرح کی گپھائیں بنائی جاتی تھیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں - ایسی گپھاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا ہے - بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا مٹھ ہوتا تھا جس میں ہر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

صفحہ ۲۱۳

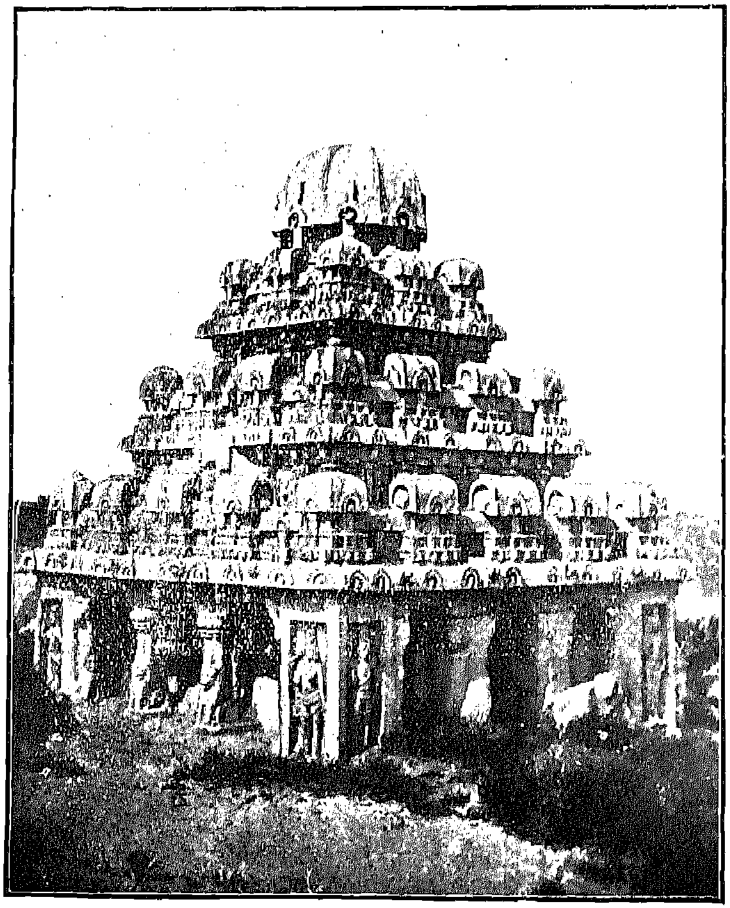
ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ' الورا ' کارلی ' بھاجا ' بیڑسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ' راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - ان میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہتر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں ہے - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگتراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ' اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی ھے ' فرق صرف اتنا ھے کہ جین مندروں میں ' ستونوں ' دیواروں اور چھتوں میں جین دھرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش ھیں - برھمنوں کے مندروں میں اُن کے دھرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ھوتی ھیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی ھیں - برھمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر ھوتے ھیں - ایسے مندروں کو پنچایتنی مندر کہتے ھیں - برھمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ ھوتا ھے جہاں مورتی نصب کی جاتی ھے - اُس کے آگے منڈپ ھوتا ھے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بیٹھک بھی ھوتی ھے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ ھوتا ھے جسے آملک کہتے ھیں - آملک کے اوپر کلس رھتا ھے - کلس ھی میں جھنڈی ھوتی ھے جسے دھوج ڈنڈ کہتے ھیں -

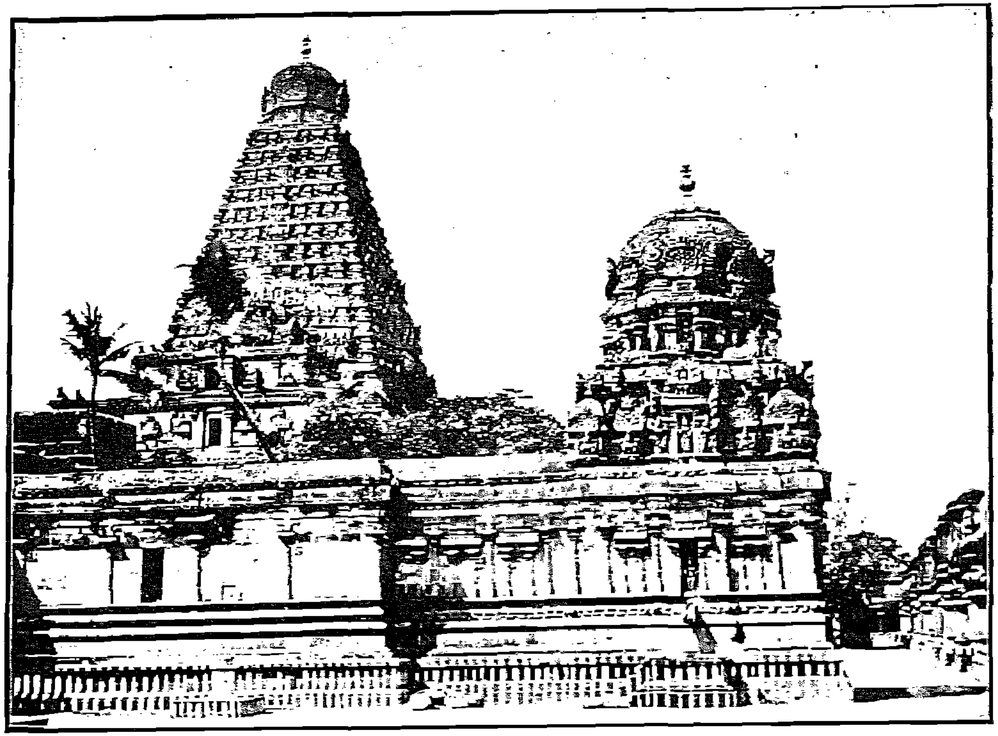
دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب ھوتی ھے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ ھوتا ھے جسے بمان کہتے ھیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی ھوتی جاتی ھے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا ھے - دراصل اس بمان



(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ

[ماموں پورم]

صفحہ ۲۱۴



(۲۰) دراوڑ نمونہ کا ھندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵

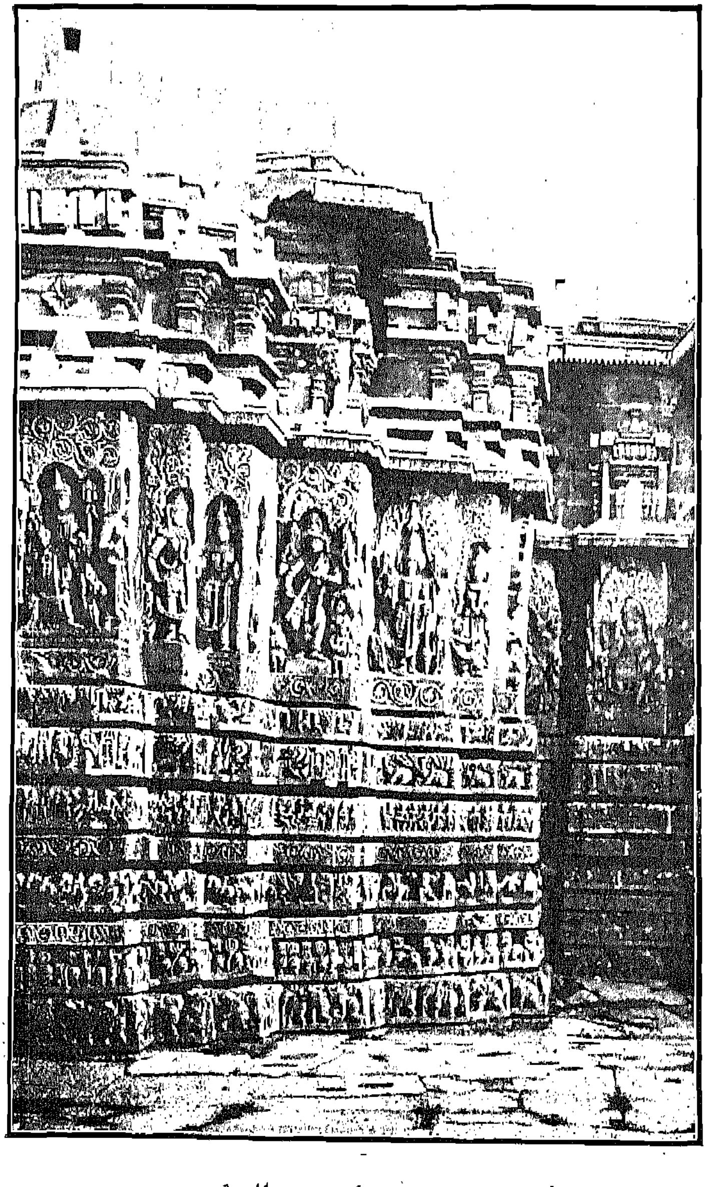
کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کلگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا ' گوپُر ' (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں ' پشکر ' بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی ناشابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک ' جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی ' کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے کے شیو اور وشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حواله ذیل میں دیا جاتا هے -

آریه طرز کے برهمنوں کے مندر ، بهونیشور ، (اڑیسه میں) ، ناگدا اور باڑولی (اُدےپور راج میں) ، چتوڑ گڑهه ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جهالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودهپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروهی راج میں) ، کهجراهو (وسط هند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسه میں) ، وغیره مقامات میں هیں - اِسی طرح آبو ، کهجراهو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیره مقامات کے جین مندر بهارتی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیره مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یهه مندر کتنے اعلیٰ پایه کے هیں یهه علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

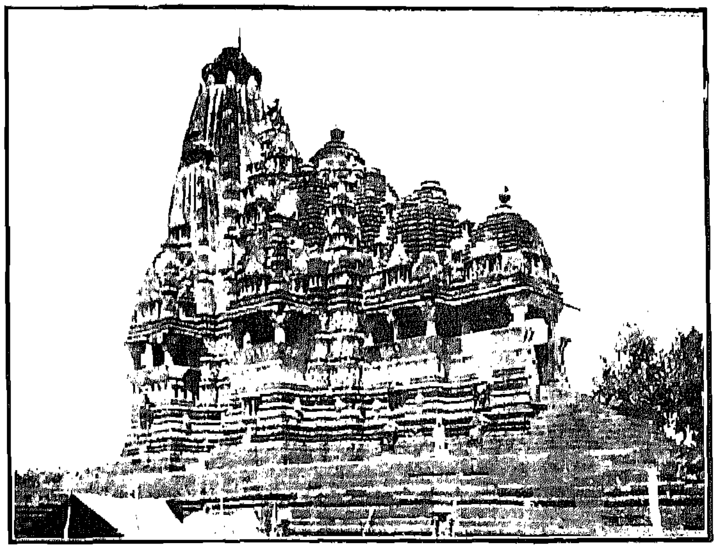
باڑولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل تاڈ نے لکها هے : " اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ، گویا کمال کا خزانه لٹا دیا گیا هے - اُس کے ستون ، چهت اور کنگره کا ایک ایک پتهر چهوٹے سے مندر کا نظاره دکهاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک



(۲۱) ہویسلیشور کے مندر کا باہری حصہ

[ہلیبڈ]

صفحہ ۲۱۶



(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراہو]

صفحہ ۲۱۷

هے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں ' جو سنگ مرمر کے ہیں ' ہندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفیسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوی نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -
(۲) پکچرسک السٹریشنس آف اینشنٹ آرکی ٹکچر ان ہندوستان -
(۳) ہسٹری آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۲۲ -
(۴) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

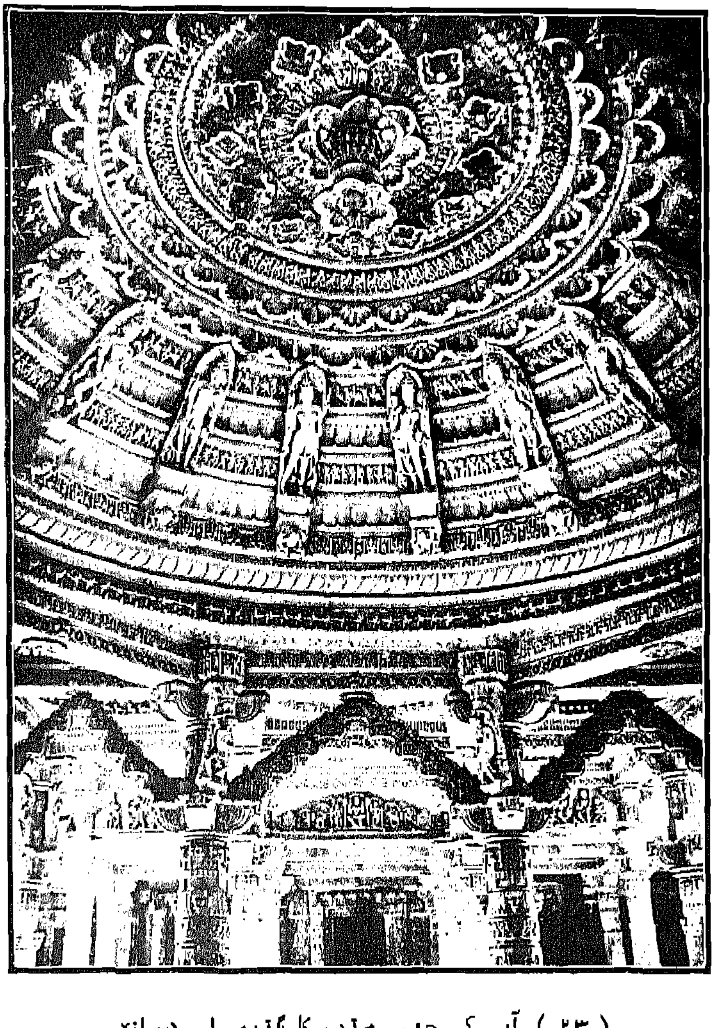
ایمان کی طرح مستحکم ہیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتیں ۲۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دہلی، پریاگ، سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوئے ستون ہندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم ہیں - یہ کوہ پیکر ستون ایک ہی پتھر سے کاٹے گئے ہیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم ہے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے ہوئے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود ہیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے ہیں - اشوک کے بعد بیس نگر کا مشہور ستون، مہرولی (دہلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آہنی ستون اور دیگر تعمیرات ہیں جو ہمارے دور مخصوص سے قبل کی ہیں - ہمارے دور کے ستون میں دو عظیم الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں ہیں - انہیں راجہ یشودھرمن نے اپنے فتوحات کی

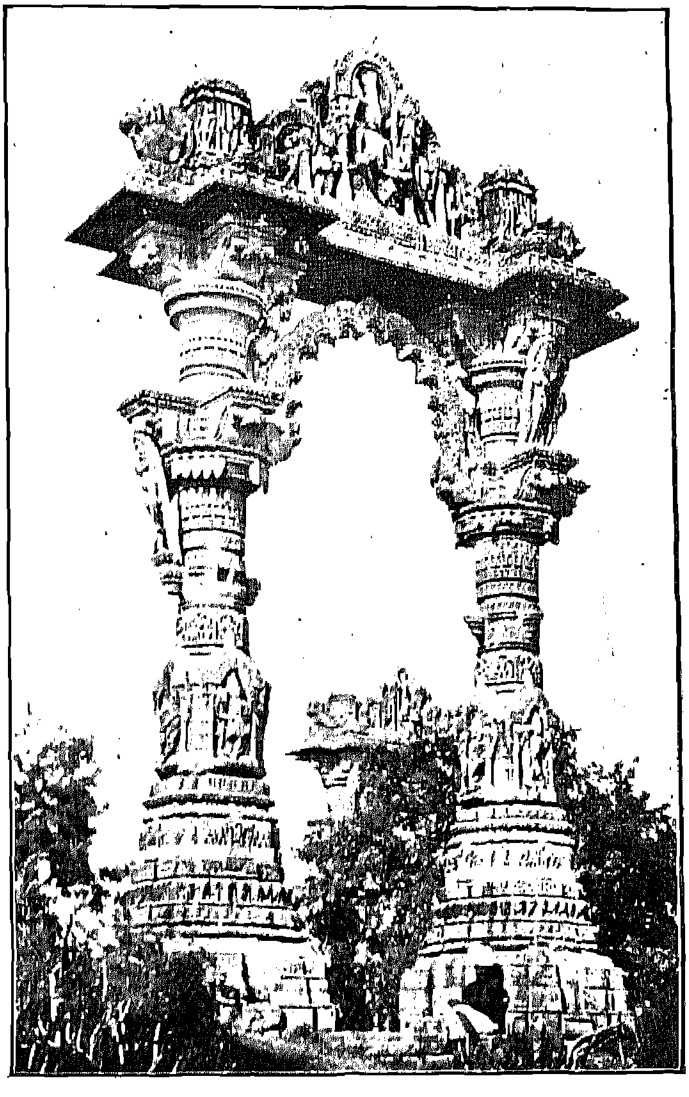
---

(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -



(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

صفحہ ۲۱۸



(۲۴) برنگر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک

صفحہ ۲۱۹

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ہی پتھر سے نہیں بنائے گئے ہیں ' بلکہ کئی ٹکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے ہیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز ہو رہے ہیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ہزاروں ستون یا تورن موجود ہیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب ہیں ' اور کچھہ مندروں ہی میں لگے ہوئے ہیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ہے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ہوئی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئی ' یا قندھار سے نکلی ہوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں ہیں - متھرا کے کنکالی تیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم ہیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ہیں - ہندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ہے - بیس نگر کے مذکورہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ہے کہ " راجہ ایلنتی آلکیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رہنے والے دیہہ (Dion) کے بیٹے

هیلیوڈورو (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ ' گروڑ دھوج ' بنوایا - اشومیدھه یگیه کرنے والے پاراشری کے بیٹے سرب‌تات نے نارایں‌بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقه کے ساتھه عیسی کی پہلی صدی میں شروع هوا ؛ لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی هیں - اِسی طرح عیسوی سنه کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی هیں جن کا همارے مخصوص زمانه سے کوئی تعلق نہیں هے - همارے دور کی بھی هزاروں هندو اور جین دیو مورتیاں ملتی هیں اور کلکته ' لکھنؤ ' پیشاور ' اجمیر ' مدراس ' بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں ' نیز مندروں میں موجود هیں - یوں هی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی هیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا هے - لیکن یہه یقینی امر هے که عیسوی سنه کی بارهویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع هوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پہنچے نه بن سکیں -

هندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نه هوگا -

مسٹر هیول نے لکھا هے : " کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ؛ بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اُس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے — اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ھندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے — قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ھو — یونان اور اٹالی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ھے — ھندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ھے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) —

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ھو " (۲)

پروفیسر هیرن لکھتے ھیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ، اور نسواتی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ھندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) — ھیول صاحب فرماتے ھیں : " ھندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق ، جو

(۱) ھیول — انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ — صفحہ ۱۶۹ —
(۲) دی پینٹنگس اِن دی بدھسٹ کیو ٹمپلس آف اجنٹا —
(۳) ھر بلاس شاردا — ھندو سوپیریارٹی — صفحہ ۳۲۳ —

معقولیت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی – (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی – اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ہیں – ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف شائع ہوئی ہے – اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں – اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں – مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں –

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ہے – اُس میں مختلف قسم کے صدہا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ہے – ان میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں : –

(۱) ہیول – انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ – صفحہ ۱۲۳ –

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے ' چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے ' لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ ' ناف ' آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جائے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ محیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بہلگ نام کی لکڑی کا بنایا جائے ' اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ' یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ' لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے ہمعاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی مصنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

ہندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (مٹھ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں معبد ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں ' اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں ' لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک ' وشوانتر جاتک ' شڈ دانت جاتک رو رو جاتک ' اور مہا ہنس جاتک ' وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے ' تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں ' باغیچوں ' جنگلوں ' رتھوں ' راج درباروں ' ہاتھی '

گھوڑے ، ہرن ، وغیرہ جانوروں ، ہنس وغیرہ پرندوں ، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی ہوئی ہیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش ہو جاتا ہے جس میں جنگلوں ، شہروں ، باغیچوں ، اور محلسراؤں میں ، راجہ ، سورما ، تپسوی ، ہر ایک درجہ و حال کے مرد ، عورت ، آسمانی فرشتے ، گندھرب ، اپسرا ، کنر ، اپنے اپنے پارٹ کھیل رہے ہیں - ایسی صدہا تصاویر میں سے ہم ایک تصویر کا ذکر اس خیال سے کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجہ پُلکیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پلکیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اُس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا ہے - راجہ پلکیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بیٹھا تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا ہے ، گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے ہیں - راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے ہوئے ہیں - قیاساً یہہ لوگ ولی عہد ، یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص ہونگے - راجہ اپنا داہنا ہاتھہ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رہا ہے - راجہ کے سر پر مکٹ (تاج) ، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور هیروں کی ایک لڑی کنٹهی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کنٹها هے - دونوں هاتهوں میں بازو بند اور کڑے هیں ' انار کی جگه پنچ لڑی موتیوں کی مالا هے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتي هیں - کمر میں جواهرنگار کمربند هے - پوشاک میں نصف ران تک کچهنی هے ' باقی سارا جسم برهنه هے - دکهنی لوگ جیسے ڈوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے هیں اسی طرح ایک ڈوپٹه کندهے سے هٹ کر پہنچے کے تکیه پر پڑا هوا هے ' اور اس کے دونوں سمٹے هوئے کنارے گدي کے آگے پڑے هوئے نظر آتے هیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا هے - (چہرہ کا چونا اُکهڑ گیا هے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے هندوستانی مرد هیں ان کے جسم پر وهي آدهی ران تک کچهني کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نه کسی کے ڈاڑهی یا مونچهه هے - کمر سے لگاکر آدهی ران یا اس سے کچهه نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈهکا هوا هے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کي پٹی بندهی هوئی هے - باقی سارا جسم کهلا هوا هے - یہاں کي قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کهلے هوئے نظر آتے هیں ' یا اس پر ایک پٹی بندهی هوتی هے - یہه پرانا رواج هے - شری مد بهاگوت میں بهی اس کا ذکر آیا هے (۱) - ایرانی سفیر راجه کے مقابل

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिध्यो द्रुमलें व्रजस्त्रियो विसृस्त मालाभरणाः कुरूद्वह ॥

کھڑا اس کی طرف ٹکٹکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا ہاتھ میں لئے اُسے نذر کر رہا ہے - راجہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے - سفیر کے پیچھے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کھڑا ہے ' جس کے پیچھے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ہوئی کشتی لئے ہوئے ہے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھ پھیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکھ رہا ہے جو باہر سے کوئی چیز ہاتھ میں لئے دروازے میں آ رہا ہے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاہی کمر میں تلوار لگائے کھڑا ہے ' اور دروازے کے باہر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے کھڑے ہیں - ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ' ہندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برہنہ ہے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا ہوا ہے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ہے ' کمر تک انگرکھا ' چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بھی ہیں - ڈاڑھی موچھ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کلنتھی ' کانوں میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند ہے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ہے - دربار میں فرش پر پھول بکھرے ہوئے ہیں - راجہ کے سنگھاسن کے آگے اُگالدان پڑا ہوا ہے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈھکے رکھے ہوئے ہیں (۱) - قیاساً یہہ

(۱) دی پینٹنگس آف ایجنٹا - جان گریفتھ - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ہی بنی ہوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب، خط و خال، انداز و ادا، وضع و قطع، زلف و کاکل، رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے - علی ہذا چرند و پرند، گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوتی ہے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں بھی مصور نے کمال کیا ہے - تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ہے - مسٹر گریفتھس نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوے لکھا ہے "رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں، وینس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں، لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ہمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ہے :—

رانی کا سر جھکا ہوا ہے، آنکھیں نیم باز ہیں، اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوئے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری ستفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھہ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھہ رہی ہو - اُس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ میری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوئے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھہ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوئے ہیں - ایک عورت ہاتھہ سے اپنا منہہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انھوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تلخیص کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تلخیصیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھہ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرہت وغیرہ کے معماروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور گندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجیرا ضلع میں موضع باگھ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں ' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن ٹائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلی پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے ' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں ' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے تی اے '

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا ھے کہ یہہ تصویریں پَلّو فرمانروا مہیندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوئے ھے - اس تصویر میں ایک تالاب ' خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا ھے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں ' ھاس ' بھینسے ' ھاتھی اور تین سادھو ھاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب ' اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ھے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھہ ناریشور ' گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھہ ناریشور جٹتا ' مکٹ اور کانٹل پہنے ہوئے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ھے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھہ پہاڑی پر ایک گپھا ھے - اسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھہ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے ہیں - تعجب تو یہہ ہے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود ہیں - انھیں سے ہمارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا ہے -

ہندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک ہندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی ہیں ان پر ہندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا ہے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی ہیں - جیسے لنکا میں ہندوستانی تہذیب پھیلی ہوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک ہندوستانی تہذیب کا اقتدار تھا - اور ہندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وہاں اشاعت ہو گئی تھی -

ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

ہندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا ہیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ہے ہندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - ہمارے اہل کمال حسن

ظاهر کے تابعدار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا هی اپنے فن کا معراج سمجھتے هیں - ظاهر میں جو حقیقت مستور هے اس کو عیاں کر دینا ؛ اُس کا پردہ کھول دینا همارے مصوروں کا اصلی نصب‌العین هے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' هیول نے لکھا هے " یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم هوتی هیں ' کیونکہ اهل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - هندوستانی فن تصویر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجمان هے " (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا هوا هے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم هندوستان هر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے هیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل هوتے

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ھیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)، وغیرہ - جھانجھ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ھوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ھوے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ھے کہ ھندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ھے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ھونا ممکن ھے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ھو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی گئی ھے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ھے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -
(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -
(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲
(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴
(۵) باجسنیئی سنگھتا ۳۰-۱۹
(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -
(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانه قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رهنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریهن نلا کے بهیس میں راجه وراٹ کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی - پانڈو خاندان کے راجه جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھرہ راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رهتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش الحانی سے هاتھیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجه چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکه وہ فن نغمه میں ماهر تھا راجه چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہه ظاهر هے که اس زمانه کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھه کر ان کی قدر کرتے تھے - راجه کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماهر تھا - گپت خاندان کا راجه سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی هے اُس میں اپنے کو فن نغمه میں تمبرو اور نارد سے بڑھه کر رکھا هے یہاں تک که اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش هے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا ' جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راجشری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے " پریہ درشکا " کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں ' ناچنے والوں ' حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے " نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں ' پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وہاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d' Arezzo) نے عیسوی کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ہے - اینی ولسن لکھتی ہیں "ہندووں کو اس امر کا فخر ہونا چاہئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ہیں" - (۲)

---

(۱) ولیم ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳-

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه